ہفت روزہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل
جلد نمبر ۹ شمارہ نمبر ۲۲
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

فیضانِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم

تو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے۔

خلافت راشدہ کے دوسرے تاجدار
امیر المومنین حضرت
سیدنا فاروق اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
مثالی کردار

صحابہ کرامؓ اور اشاعت اسلام

پردہ اور بائیبل ... دیگراں را نصیحت
مفکر اسلام حضرت مولانا
مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا

مرزا طاہر پوتا اور مرزا قادیانی دادا کے نظریات میں دلچسپ تضاد

شاہانہ پندار اور درویشانہ انکسار

تاریخ فرشتہ میں ہے کہ سلطان محمود جب ایک مہم میں خراسان گیا، تو اس کے مشہور بزرگ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرنے کا خیال آیا تو یکایک اس کے دل میں یہ بات آئی کہ اس وقت تو دنیاوی کام کے لیے آیا ہے، اس لیے دینی کام کو دنیاوی کاموں کے ساتھ ملانا مناسب نہیں، اس لیے وہ ان سے نہ ملا، جب اس کو یک گونہ اطمینان ہوا تو صرف شیخ ابوالحسن خرقانی رحؒ کی زیارت کے خیال سے روانہ ہوا، ان کے شہر میں پہونچ کر ان کی خدمت میں ایک قاصد کے ذریعہ پیغام کہلایا کہ وہ غزنین سے ان کی ملاقات کے لیے حاضر ہوا ہے، اگر وہ اس خیمہ میں تشریف لائیں تو ان کی عنایت ہوگی، قاصد سے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر وہ آنے سے انکار کریں تو ان کے سامنے کلام پاک کی وہ آیت پڑھنا جس کے یہ معنی ہیں کہ ”اے مومنو! اللہ اس کے رسول اور مسلمان حاکموں کی اطاعت کرو“، قاصد نے جب یہ پیغام پہنچایا تو شیخ موصوف نے جانے سے انکار کر دیا اور جب قاصد نے مذکورہ بالا قرآنی آیت پڑھی تو شیخ نے فرمایا کہ محمود سے کہہ دینا کہ اللہ کی اطاعت میں اتنا محو ہوں کہ ابھی اطاعتِ رسول کے نہ ہونے پر شرمندہ ہوں، پھر مسلمانوں کے حاکم کی اطاعت تو ابھی دور ہے، سلطان محمود نے جب یہ سنا تو اس پر ایک رقت طاری ہوگئی، اس کے بعد ان کی خانقاہ چلنے کا ارادہ کیا، اس نے اپنے غلام ایاز کو اپنی پوشاک پہنائی، اور خود ایاز کا لباس پہن لیا، پھر چند لونڈیوں کو نوکروں کا لباس پہنایا اور ان کے ساتھ خانقاہ پہنچا، شیخ نے کوئی تعظیم نہیں کی، صرف سلام کا جواب دے دیا، ایک نظر ایاز پر ڈالی، پھر اصل سلطان کی طرف مخاطب کر کے کہا بیٹھ جاؤ، سلطان نے کہا کہ مجھے کچھ کہنا ہے، شیخ نے کہا پہلے ان نامحرموں کو تو نکالو، سلطان نے لونڈیوں کو اشارہ کیا تو سب چلی گئیں، سلطان نے کہا کہ حضرت بایزید رحمۃ کی کوئی بات سنائیے، فرمایا کہ بایزیدؒ کا قول ہے کہ جس نے مجھے دیکھ لیا وہ بدبختی سے محفوظ ہو گیا، سلطان نے عرض کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوجہل نے دیکھا، مگر وہ نیک بخت نہ بنا تو کیا بایزیدؒ کا درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ہے؟ شیخ نے کہا کہ محمود ہوش کی بات کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار یار اور بعض دوسرے صحابیوں کے سوا اصلی رنگ میں کسی نے دیکھا ہی کہاں، کیا تم نے اللہ تعالیٰ کی یہ بات نہیں پڑھی جس میں یہ کہا گیا ہے کہ تم ان کو دیکھتے ہو جو وہ تمہاری طرف دیکھتے ہیں، حالانکہ وہ نہیں دیکھتے، سلطان یہ سن کر بہت متاثر ہوا، اس نے کہا مجھے کچھ نصیحت کیجئے، انہوں نے کہا کہ چار چیزیں تم اختیار کرو (۱) پرہیزگاری، (۲) نماز باجماعت (۳) سخاوت — مخلوق پر مہربانی اور شفقت، سلطان نے کہا میرے لیے دعا کیجئے، انہوں نے فرمایا کہ میں پانچوں وقت دعا کرتا ہوں کہ اللہ مسلمان مردوں اور عورتوں کو بخشش دے، سلطان نے جواب دیا کہ خاص میرے لیے دعا کیجئے، شیخ نے کہا کہ تمہارا انجام اچھا ہو۔ سلطان نے اشرفیوں کی ایک تھیلی نذر کی، اس کے بدلے میں شیخ نے جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا سامنے رکھ دیا اور کہا کہ کھاؤ، سلطان نے جب اس کو کھایا تو وہ حلق میں پھنس گیا، شیخ نے پوچھا کہ کیوں؟ ٹکڑا گلے میں پھنس گیا؟ سلطان نے کہا جی ہاں، شیخ نے فرمایا کہ اس طرح یہ اشرفی بھی میرے گلے میں اٹک کر رہ جائے گی، بس تھیلی کو اٹھالو، سلطان نے عرض کیا کہ یادگار کے طور پر کچھ عنایت ہو، شیخ نے اپنا ایک جبہ عنایت کیا، سلطان جب جانے لگا تو شیخ نے کھڑے ہو کر تعظیم کی، سلطان نے کہا آتے وقت آپ نے تعظیم نہیں کی، اب آپ کیوں کھڑے ہو گئے؟ شیخ نے جواب دیا کہ اس وقت تمہارے سر میں سلطنت کا پندار تھا، اور اب درویشوں کا انکسار پیدا ہوگیا ہے۔

تاریخ فرشتہ، جلد اول، صفحہ ۲۷، ۳۶

صحابہؓ کے دشمن نے سچی توبہ کر لی اور شیخینؓ کی فضیلت کا قائل ہوگیا: قاضی محمد اسرائیل گڑنگی، مانسہرہ

حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ نے بیان فرمایا کہ جب میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اور روضۂ اطہر کی زیارت کی تو میں نے ایک آدمی دیکھا کہ اس نے حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کے قبر مبارک کی زیارت کر کے حضورؐ پر صلوٰۃ وسلام بھیجا اور ابوبکرؓ وعمرؓ کے قبروں کی زیارت نہ کی اور نہ ہی ان کو سلام پیش کیا۔ میں نے اس کو کہا کہ بھئی یہ کیوں؟ اس نے کہا، میں ان کا مخالف ہوں میرا جی چاہتا ہے کہ ان دونوں پر سلام نہ کہوں۔ میں نے اسے پیار سے کہا: ارے بھائی! خدا کے لیے ذرا وضو کر کے آؤ اور یہاں بیٹھ کر تھوڑی دیر کے لیے مراقبہ کرنا۔ چنانچہ اس نے میری بات مان لی۔ وہ منصف مزاج تھا۔ وضو کر کے آیا۔ دوگانہ پڑھنے کے بعد کافی دیر تک مراقبہ میں رہا۔ یکایک اس نے باآواز بلند نعرہ لگایا۔ حاضرین متعجب ہوئے۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ میں نے دریافت کیا۔ اس نے کہا۔ اللہ کی قسم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکرؓ وعمرؓ کے درمیان میرے پاس آکر کہنے لگے کہ تو میرے ان محبوب ساتھیوں کے بارے میں بدظن اور خیالات کیوں رکھتا ہے؟ آج سے میں توبہ کرتا ہوں۔ میں فضیلت شیخین رضؓ کا معتقد بن گیا۔

ہفت روزہ

ختم نبوت

انٹرنیشنل

۱۳ تا ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ ہجری مطابق ۲ تا ۸ نومبر ۱۹۹۰ء شمسی | جلد نمبر ۹ | شمارہ نمبر ۲۲

مدیر مسئول عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱۔ شان اتحاد پیار اور درویشانہ انکسار ―― ۲
۲۔ ہدیہ عقیدت بحضور سرور کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم ―― ۴
۳۔ دیگراں را نصیحت (اداریہ) ―― ۵
۴۔ فیضان نبوت صلی اللہ علیہ وسلم ―― ۶
۵۔ امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ―― ۸
۶۔ صحابہ کرام اور اشاعت اسلام ―― ۱۱
۷۔ پیرودا اور بائبل ―― ۱۳
۸۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل ―― ۱۴
۹۔ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نور اللہ مرقدہ ―― ۱۶
۱۰۔ قرآن زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے ―― ۱۹
۱۱۔ مرزا قادیانی اور مرزا قادیانی والوں کے نظریات میں تضاد ―― ۲۱
۱۲۔ اخبار ختم نبوت ―― ۲۵
۱۳۔ شیخ المشائخ حضرت مولانا خان محمد کا کراچی میں شاندار استقبال ―― ۲۵
۱۴۔ ایس پی جھنگ کے فیصلہ کا خیر مقدم ―― ۲۹
۱۵۔ جزائر فارس میں عالمی مجلس پرنٹ ۱۲ کا اہم اجلاس ―― ۲۶

پبلشر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۰۳ ابن حسن لائن کراچی

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہٗ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا مفتی احمد الرحمٰن | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا محمد منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

سرکولیشن منیجر

محمد انور

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰ ۔ پاکستان
فون نمبر ۷۸۰۳۳۷

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۴۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

چندہ

بیرون ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک
۴۵ ڈالر

چیک / ڈرافٹ بنام "ہفت روزہ ختم نبوت"
الائیڈ بنک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

سلام اس پر جو ہم سب بیکسوں کے کام آتا ہے۔

انیس الغریبین خاتم النبیین رحمۃ العالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور

ہدیۂ عقیدت نذرانۂ سلام

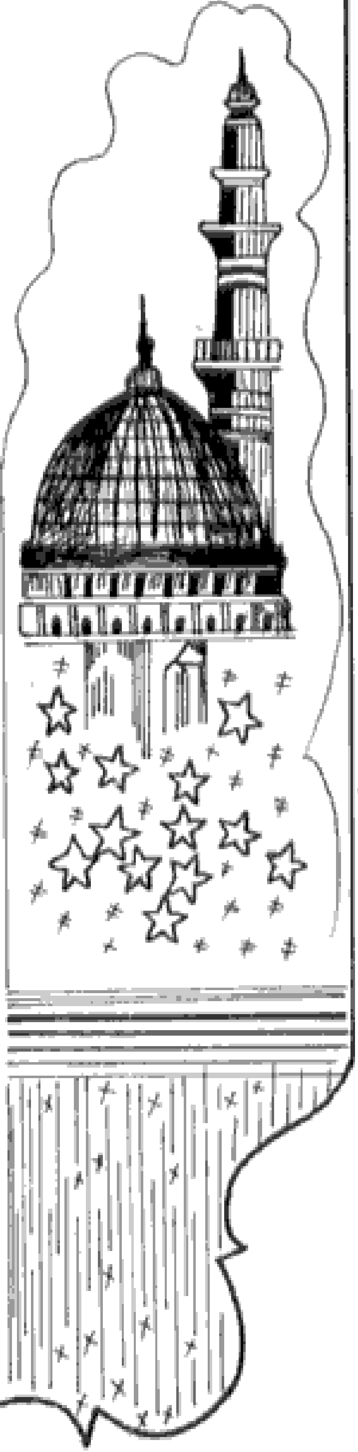

سلام اس پر جو آیا رحمۃ للعالمین ہو کر!
سلام اس پر کہ جس کے سر پہ تاج حسن رعنائی
سلام اس پر کہ جس نے کلمۂ طیب سکھایا ہے
سلام اس پر کہ جس کے نام سے شیطاں لرز اٹھا
سلام اس پر دکھائے ہیں ہزاروں معجزے جس نے
سلام اس پر کہ جس نے کر دیا آزاد اسیروں کو
سلام اس پر کہ جس نے پرچم اسلام لہرایا
سلام اس پر کہ جس نے ہم کو دوزخ سے بچایا ہے
سلام اس پر کہ احساں اخوت ختم ہے جس پر
سلام اس پر جو "امی" بن کے آیا ہے زمانے میں
سلام اس پر جو امت کیلئے صدمے اٹھاتا تھا
سلام اس پر کہ جس کے حسن پر یوسفؑ کو حیرت ہے
سلام اس پر جو ہم سب بیکسوں کے کام آتا ہے
سلام اس پر کہ جس کو عرش تک جانا نہ مشکل تھا
سلام اس پر کہ جس کا نام گویا "اسم اعظم" ہے
سلام اس پر کہ جس کا نام ہے محبوب یزدانی
سلام اس پر لقب جس نے "شفیع المذنبیں" پایا
سلام اس پر غریبوں کا جو ملجا اور ماوا ہے۔
سلام اس پر جو صبر و شکر دنیا کو سکھاتا ہے
سلام اس پر کہ فرش خاک ہی جس کا بچھونا تھا

سلام اس پر جو آیا مالک دنیا و دیں ہو کر
سلام اس پر کہ جس نے دین حق کی سلطنت پائی
سلام اس پر کہ جس نے مادر ایمانی بنایا ہے
سلام اس پر کہ جس کے ڈر سے لرزا قصر کسریٰ کا
سلام اس پر کہ دو ٹکڑے کئے ہیں چاند کے جس نے
سلام اس پر کہ جس نے روند ڈالا تخت گیروں کو
سلام اس پر کہ جس نے دونوں عالم میں شرف پایا
سلام اس پر کہ جس نے خلد کا رستہ دکھایا ہے
سلام اس پر کہ دنیا میں رسالت ختم ہے جس پر
سلام اس پر پیام حق جو لایا ہے زمانے میں
سلام اس پر جو صدمے جھیل کر بھی مسکراتا تھا
سلام اس پر کہ نور ذات حق جس کی حقیقت ہے
سلام اس پر کہ لبوں پر سب کے جس کا نام آتا ہے
سلام اس پر کہ جس کو رتبہ معراج حاصل تھا
سلام اس پر کہ سارے انبیاء آئیں جو کرم
سلام اس پر کہ جس کی روشنی ہے نور سبحانی
سلام اس پر کہ جو ہو کر رئیس المرسلیں آیا
سلام اس پر یتیموں کا جو والی اور مولا ہے
سلام اس پر جو بھوکا رہ کے اوروں کو کھلاتا ہے
سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا

سلام اس پر سلیم ایک ایک کو جس کا سہارا ہے
سلام اس پر قیامت تک نگہباں جو ہمارا ہے

(جناب سلیم احمد سلیم صاحب)

دیگراں را نصیحت

گزشتہ دنوں قادیانیوں کے ہیڈ کوارٹر سے پیشوا مرزا طاہر نے خلیج کے بحران پر جمعہ کے اجتماع میں تقریر کی اس میں تمام عرب ملکوں کو یہ تلقین کی کہ وہ تقویٰ اختیار کریں اور ساتھ ہی اشارتاً یہ بھی کہہ گیا کہ کہیں یہ بحران اس وجہ سے تو پیدا نہیں ہوا کہ انہوں نے کسی مامور کا انکار کیا ہو۔

مرزا طاہر نے اگرچہ اس نام نہاد مامور کا نام نہ لیا لیکن اس سے مراد اس کا اپنا دادا مرزا قادیانی ہے۔ دنیا میں کہیں بھی مسلمان ملکوں کا کوئی سیاسی تنازعہ کھڑا ہوتا ہے تو مرزائی جھٹ سے اس تنازعہ کی وجہ مرزا قادیانی ملعون کا انکار قرار دے ڈالتے ہیں جبکہ عیسائیوں اور دوسرے غیر مسلم ملکوں میں کوئی ایسا تنازعہ کھڑا ہو تو اس پر خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔ گویا انہیں دشمنی عیسائیوں، یہودیوں اور دوسرے غیر مسلم ملکوں سے نہیں بلکہ مسلمان ملکوں سے ہے اس کی وجہ بھی صاف ظاہر ہے کہ یہ ٹولہ خود ان کا ایجنٹ بلکہ خود کاشتہ پودا ہے۔ جسے لگایا ہی اس لیے گیا تھا کہ مسلمانوں ملکوں کی جاسوسی کریں۔ ان کے خلاف سازشیں کریں۔ اور اندرونی طور پر ان مسلم ملکوں میں افتراق و انتشار پیدا کریں آج تک جتنے بھی جھوٹے مدعیان نبوت ہو گذرے ہیں وہ بھی یہی کہتے رہے جو آج مرزا قادیانی دجال کے پیروکار کہتے ہیں۔ اس لیے مرزا طاہر کا خلیج کے بحران کو اپنے دادا مرزا قادیانی کے انکار سے وابستہ کرنا سراسر دھوکہ اور فریب ہے اس سے وہ اپنے اندھے پیروکاروں کو تو خوش کر سکتا ہے۔ مسلمانوں خصوصاً عرب مسلمانوں پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا اور نہ ہی اس طرح دھوکہ دے سکتا ہے۔

جہاں تک اس نصیحت کا تعلق ہے کہ عرب تقویٰ اختیار کریں مرزا طاہر کو یہ بات معلوم ہونی چاہیئے کہ پہلے ایمان ہے پھر تقویٰ۔ الحمدللہ عرب سچے مسلمان ہیں۔ مرزا طاہر کو چاہیئے کہ وہ عربوں کو تقویٰ کی تلقین کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانکے کہ جہاں پر تقویٰ تو دور کی بات ہے سرے سے ایمان ہی نہیں۔ کیا مرزا طاہر اپنے ان عقائد سے انکار کر سکتا ہے کہ:۔

۱ــــ وہ اور اس کی ذریت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجرائے نبوت کے قائل ہیں اور مرزا قادیانی کو نبی، مجدد، مہدی اور مسیح وغیرہ مانتے ہیں۔

۲ــــ مرزا قادیانی نے بے شمار دعوے کیے جن میں خدائی کا دعویٰ، خدا کا باپ ہونے کا دعویٰ اور خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ بھی شامل ہے جن پر سب قادیانیوں کا ایمان ہے۔

۳ــــ مرزا قادیانی خدا کی (نعوذ باللہ) بیوی تھا اور خدا نے اس سے رجولیت کا اظہار کیا۔

۴ــــ مرزا قادیانی خود محمد رسول اللہ ہے اور آیت کریمہ "محمد رسول اللہ والذین معہٗ" میں محمد سے مراد مرزا قادیانی ہے۔

۵ــــ اسی لیے انہیں نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔

۶ــــ انبیاء کرام معصوم اور پاک نہیں ہوتے اسی لیے مرزا قادیانی کی تحریرات کے مطابق ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کسبی عورتوں سے تعلقات تھے نیز ان کی چند دادیاں اور نانیاں زناکار اور کسبی عورتیں تھیں (العیاذ باللہ)

۷ــــ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی الہام سمجھ نہ آئے جس سے کئی غلطیاں ہوئیں۔

۸ــــ آسمان سے کئی تخت اترے لیکن سب سے (حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی) اونچا تخت مرزا کا بچھایا گیا۔

۹ــــ قرآن زمین سے اٹھ گیا تھا مرزا قادیانی دوبارہ اسے آسمان سے لایا۔

۱۰ــــ موجودہ قرآن پاک نامکمل یا ناقص ہے اس لیے کہ اس میں قادیان کا نام نہیں۔ ان کے عقیدے کے مطابق "قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے"!

یہ چند باتیں بطور نمونہ مختصراً درج کی ہیں اگر مرزا طاہر اور اس کی ذریت کے تمام عقائد درج کیے جائیں تو اس کے لیے ایک دفتر درکار ہے۔ جن لوگوں کے یہ عقائد ہوں وہ ملحد، مرتد، زندیق اور کافر تو ہو سکتا ہے مسلمان ہرگز نہیں اور جب مسلمان نہیں تو تقویٰ کہاں ہوگا؟

آخر میں یہ بھی بتا دیں کہ مرزا طاہر کا دادا شرابی تھا، افیمی تھا، غیر محرم عورتیں ہر وقت اس کے گھر میں رہتی تھیں، بلکہ اس کی ٹانگیں دبایا کرتی تھیں جو تقویٰ کے منافی ہیں۔ مرزا طاہر کے باپ مرزا محمود نے اپنے تقویٰ کا بھانڈا اپنے اس شعر میں پھوڑ دیا ہے

کیا بتاؤں کس قدر کمزوریوں میں ہوں پھنسا　　سب جہاں بیزار ہو جائے جو ہوں میں بے نقاب

ہم اس بات کو طول دینا نہیں چاہتے مرزا طاہر کو چاہیئے کہ وہ دوسروں کو نصیحت کرنے سے پہلے تو اپنے گھر کی خبر لے۔ کہ جہاں نہ ایمان ہے اور نہ تقویٰ۔

فیضانِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم

تحریر: محمد اقبال، حیدر آباد

نبوت :- ۹ ربیع الاول ۱۲ فروری سنہ ۶۱۰ء کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو نبوت کی بشارت دی تھی آپ حسب معمول جبل حرا کے غار میں جو اب جبل نور کے نام سے مشہور ہے، حکیمانہ تفکر وجذب کے عالم میں تھے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے روح الامین تعارف کی خاطر ظہور پذیر ہوئے اور فرمایا "محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) مژدہ قبول فرمائیے آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور میں جبرئیل ہوں۔

نبوت اور وہ بھی عالمگیر و ابدی ــــ اس کی ذمہ داریوں کا بوجھ بھی اتنا ہی گراں تھا خود قرآن مجید شاہد ہے کہ اگر اسے کوہ گراں پر نازل کیا جاتا تو وہ بھی اس کا متحمل نہ ہو سکتا، لیکن یہ آپ کا دل تھا جو تمام جہانوں کی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے کے قابل تھا، غالباً اس لیے کہ اس میں تمام مخلوقات کا درد محبت تھا یا قرآن مجید کی زبان میں وہ رحمت العالمین تھا اور عظمت ورحمت لازم وملزوم ہیں۔

نبوت فیضان ربی تھا اور آپ کے بعد نبوت کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے منقطع کر دیا گیا۔ نقطہ ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے بیٹوں کو کم سنی میں ہی اپنے پاس بلا لیا، چونکہ آپ خاتم النبیین تھے آپ کے بعد نبوت کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے بند ہو جانا تھا اور قدرت کو یہ گوارا نہ تھا کہ سید المرسلین کے فرزند فیضان نبوت سے محروم رہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آپ کے بیٹوں کو کم سنی میں ہی اپنے پاس بلا لیا لیکن اس کے بدلے آپ کو کوثر عطا فرمایا۔

روح القدس کا آپ سے بالمشافہ ملنا تعارف کروانا اور مژدہ نبوت دینا آپ کے لیے ایک غیر معمولی تجربہ تھا۔

۹ ربیع الاول ۱۲ قبل ہجرت / ۱۲ فروری کو حضرت جبرئیل نے آپ کو نبوت کی بشارت دی تھی، لیکن وحی وتنزیل یعنی قرآن مجید کے نزول کا آغاز نبوت کے پہلے برس یعنی ۱۸ رمضان المبارک ۱۲ قبل ہجرت / ۱۲ اگست سنہ ۶۱۰ء کو ہوا، چھ ماہ کا یہ درمیانی عرصہ آپ کی قلبی تربیت اور نشوو ارتقا کا زمانہ تھا تاکہ آپ کا زندہ و بیدار اور حسین ومطہر قلب مبارک سچے خوابوں اور پیغمبرانہ مشاہدات واردات کے ذریعے وحی وتنزیل کے معنوی جلال وجمال اور ہیبت وجبروت کی تاب لانے کے قابل بن جائے۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء سچے خوابوں کی صورت میں ہوئی جو آپ نیند کی حالت میں دیکھتے تھے چنانچہ آپ جو بھی خواب دیکھتے اس کی تعبیر روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتی۔ پھر آپ اور زیادہ خلوت پسند ہو گئے اور غار حرا میں تنہا رہنے لگے اور کئی کئی شب و روز وہاں تحنث کرتے (اس سے مراد تفکر و اعتبار ہے یعنی آپ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے مسائل حیات پر غور و فکر کرتے اور معاشرہ انسانی میں جو واقعات وحادثات ہوتے تھے ان سے عبرت حاصل کرتے تھے (عینی، شرح بخاری، ۱ : ۶۷) اس اثنا میں مطلقاً گھر نہ جاتے تھے، جب کھانے پینے کا سامان ختم ہو جاتا تو پھر اتنے ہی دنوں کا سامان خورد و نوش لے کر واپس چلے جاتے۔

اس وحی وتنزیل کا آغاز ایک تاریخ ساز وعہد آفریں واقعہ تھا اور یہ واقعہ علم وحکمت، عقل وبصیرت اور امن وسلامتی کے حسین ومنور دور کا نقطہ آغاز تھا نیز یہ ایک مثبت وحسین انقلاب حیات کا پیش خیمہ تھا جس کے ذریعے رحمت العالمین نے ہر زمان ومکان کے لئے ایک فطری اور حسین اسلامی معاشرہ کی تشکیل وتعمیر کی تھی، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ وہ رات جس میں رب ذوالجلال کے کلام طیبہ کے سلسلے کا آغاز ہوا اس کے لیے قرآن مجید نے لیلۃ المبارک (مبارک رات اور لیلۃ القدر (شب قدر) کی تعبیریں اختیار کی ہیں۔

ایک روز آپ غار حرا میں تھے کہ دفعتاً آپ پر وحی کا نزول ہوا، ایک فرشتے نے آکر آپ سے کہا: پڑھو! یہاں حضرت عائشہؓ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نقل کرتی ہیں کہ "میں پڑھا ہوا نہیں ہوں"! اس پر فرشتے نے مجھے پکڑ کر اس زور سے بھینچا کہ میں نڈھال ہو گیا پھر اس فرشتے نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: پڑھو! میں نے کہا: میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس نے دوبارہ مجھے بھینچا اور میں نڈھال ہو گیا۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ کر کہا، پڑھو! میں نے کہا: میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ تیسری بار اس نے پھر مجھے اس قدر زور سے دبایا کہ میں بے بس ہو گیا اور بالآخر مجھے چھوڑ کر کہا: اقرأ باسم ربك الذي خلق ○ خلق الانسان من علق ○ اقرأ وربك الاكرم الذي علم بالقلم ○ علم الانسان ما لم يعلم (العلق)۔

(اے نبیؐ!) پڑھو اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے (سب کچھ) پیدا کیا (اور) انسان کی تخلیق جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے کی۔ پڑھو! اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ نے اس کو دہرایا اور یہ آیت پڑھتے ہوئے واپس تشریف لائے اس وقت آپ کا دل دھڑک رہا تھا، حضرت خدیجہؓ کے پاس پہنچ کر آپ نے فرمایا: مجھے کمبل اوڑھاؤ! مجھے کمبل اوڑھاؤ! چنانچہ آپ کو کپڑا اوڑھا دیا گیا، جب آپ سے خوف کی کیفیت دور ہو گئی تو آپ نے فرمایا: اے خدیجہؓ! مجھے کیا ہو گیا ہے؟ پھر ان سے سارا ماجرا بیان فرمایا اور کہا مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے کہا: ہرگز نہیں۔ اللہ کی قسم! آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ صلہ رحمی کرتے یعنی رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتے ہیں، نادار لوگوں کو کما کر دیتے ہیں، ناتواں کا بوجھ اٹھاتے ہیں مہمان نوازی کرتے ہیں اور جائز ضرورتوں میں لوگوں کے کام آتے ہیں۔

پھر حضرت خدیجہؓ آپ کو ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ کے پاس لے گئیں، جو ان کے چچا زاد بھائی تھے اور زمانہ جاہلیت میں عیسائی ہو گئے تھے اور انجیل کا (سریانی زبان سے) عبرانی میں ترجمہ کر کے لکھا کرتے تھے۔ بہت بوڑھے اور نابینا بھی ہو گئے تھے، حضرت خدیجہؓ نے ان سے کہا: بھائی جان! ذرا اپنے بھتیجے کا ماجرا تو سنئے۔ ورقہ نے آپ سے کہا: بھتیجے تم کو کیا نظر آیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے جو کچھ دیکھا تھا بیان کر دیا۔ ورقہ نے کہا: یہ وہی ناموس (وحی لانے والا فرشتہ: روح القدس) ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ پر نازل کیا تھا۔ کاش میں آپ کے عہد نبوت میں جوان ہوتا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہوں جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی یعنی جلاوطن کر دے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا: جی ہاں! کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی شخص وہ چیز لے کر آیا ہو جو آپ لائے ہیں اور اس سے دشمنی نہ کی گئی ہو اگر میں نے آپ کا وہ زمانہ پایا تو میں آپ کی پرزور مدد کروں گا۔ کچھ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ ورقہ فوت ہو گیا اور وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

وحی کا منقطع ہو جانا آپ کے لیے کوئی معمولی واقعہ نہ تھا بلکہ وہ فطری طور سے ایک روح فرسا جانگسل اور شکیب ربا حادثہ تھا۔ انقطاع وحی کا ایک ایک لمحہ دل پر قیامت ڈھاتا تھا شاید آپ کے انتظار و شکیب کا امتحان تھا یا شاید یہ محبت کی ایک گھات تھی۔ جو کچھ بھی تھا صبر آزما و حزن افزا بلکہ حوصلہ فرسا تھا۔ امام بخاری نے اس واقعے کو اس طرح روایت کیا ہے:

"جیسا کہ ہمیں حدیثوں سے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ وحی کے منقطع ہو جانے سے بہت غمگین اور رنجیدہ خاطر ہوئے اتنے غمگین اور رنجیدہ خاطر کہ کئی مرتبہ آپ صبح کو اس ارادے سے پہاڑ پر چڑھے کہ اپنے آپ کو اس کی چوٹی سے گرا دیں۔ جب آپ اس ارادے سے کسی قلہ کوہ پر پہنچے تو حضرت جبریل ظاہر ہوتے اور فرماتے "محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) بلاشبہ آپ اللہ کے رسول ہیں"۔ یہ الفاظ سن کر آپ کا اضطراب و قلق رفع اور دل مطمئن ہو جاتا۔

آخر کار انتظار وحی کا اضطراب انگیز دور ختم ہوا۔ فترۃ الوحی (وحی کے بند رہنے کے زمانے) کے تین برس بعد اسلام کی انقلاب انگیز تحریک رحمت للعالمین کے شروع کرنے کی ساعت آ پہنچی۔ اس کا آغاز کیسے ہوا اور اس کی نوعیت کیا تھی اسے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

ایک بار میں جا رہا تھا کہ آسمان سے ایک آواز سنی۔ نظر اٹھائی تو دیکھا وہی فرشتہ جو حرا میں میرے پاس آیا تھا۔ آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ مجھ پر رعب طاری ہو گیا اور گھر لوٹ آیا اور میں نے کہا: مجھ پر کمبل ڈال دو! مجھ پر کمبل ڈال دو۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی۔

"اے اوڑھ لپیٹ کر دراز ہونے والے! اٹھو! اور تنبیہ کرو اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو اور اپنے کپڑے پاک و صاف رکھو اور گندگی سے دور رہو۔" پھر وحی کا بازار گرم ہو گیا یعنی لگاتار مجھ پر وحی کا نزول شروع ہو گیا۔

اسلام کی تحریک انقلاب کا آغاز کرنے کے یہ اولین پانچ احکام تھے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیئے۔ اس اعتبار سے ان کی غیر معمولی اہمیت میں مبالغہ نہیں ہو سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ ظاہر بیں نگاہوں کو یہ احکام معمولی نظر آئیں لیکن اہل نظر جانتے ہیں کہ حسین و عالمگیر انقلاب کے داعی کے لئے ان میں معنویت کا ایک جہان مضمر تھا۔

(۱) پہلا حکم "قم" کا ہے۔ جس میں اقدام مسلسل کا مفہوم مضمر ہے اس حکم الٰہی کی تعمیل آپ پر اس وقت تک لازم تھی جب تک آپ کا مشن پورا اور اس کی جگہ دوسرا فرمان الٰہی نازل نہیں ہو جاتا۔ نبی کا دل فطرت شناس ہو جاتا ہے چنانچہ تاریخ کتب سیر و حدیث اور خود قرآن مجید شاہد ہے کہ آپ نے اس تحریک کو اس وقت تک جاری رکھا جب تک کہ "قم" کی جگہ "الیوم اکملت لکم دینکم" کا حکم نہیں آگیا۔ اس تحریک انقلاب کو آخر تک جاری رکھنا کوئی معمولی بات نہ تھی یہ جان جوکھوں کا کام تھا۔ اس راہ میں آپ کو قدم قدم پر سخت نامساعد، روح فرسا اور مایوس کن حالات سے دوچار ہونا پڑا اور پہاڑ ایسی رکاوٹوں کو عبور کرنا پڑا لیکن آپ نے نہ تو ہمت ہاری اور نہ تحریک سے کنارہ کشی کی اس لیے کہ آپ کو اذن "قم" ملا تھا آپ نے اس حکم کے پیش نظر صورت حال کا مقابلہ کیا۔ نہ تو کبھی دم لیا اور نہ ایک لمحے کے لیے غافل ہوئے۔

(۲) فانذر: قم کی طرح فانذر میں بھی معنویت کا ایک جہان پوشیدہ ہے اس کے بنیادی معانی ہیں: لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے قانون مکافات عمل سے ڈرانا۔ اس زمانے میں بھی آج کی طرح لوگ قدرت کے اس قانون کے قائل نہ تھے تو قائل تھے وہ عملاً منکر تھے۔ بت پرست اس زعم میں مبتلا تھے کہ لات و منات اور ہبل و عزیٰ وغیرہ بت ان کے سفارشی اور معاون مددگار اور تقرب الٰہی کا ذریعہ ہیں اس لیے وہ جو کچھ کریں روا ہے۔ نصاریٰ بھی اس قانون کے قائل نہ تھے ان کے نزدیک نجات حسن عمل پر نہیں اصطباغ یا بپتسمہ پر منحصر تھی۔ یہود بھی اس اعتبار سے اس کے منکر تھے کہ وہ اس وہم میں مبتلا تھے بلکہ ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی چہیتی قوم ہیں۔ لہذا ان کی ہر خطا قابل معافی ہے۔ لوگوں کے ان عقائد کے پیش نظر قانون مکافات عمل کی تبلیغ کی غیر معمولی اہمیت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔

فانذر کے حکم میں بد اعتقادی و بے ایمانی شرک و بت پرستی ظلم و استحصال جرم و گناہ، بدبختی و غفلت، تکذیب و دروغ گوئی اور منافقت و فجور کے فطری و لازمی عواقب و نتائج سے لوگوں کو ڈرانے کا مفہوم مضمر ہے تاکہ ان میں ایقان و اذعان پیدا ہو۔

(۳) ربک فکبر: اس حکم کے دو پہلو ہیں: مثبت و منفی۔ مثبت پہلو یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا ایقان و اذعان پیدا کیا جائے اور منفی پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا لوگوں نے جو جھوٹے خدا اور رب بنا لیے تھے ان کی تکذیب و تذلیل کی جائے۔ اس حکم کی بنا پر آپ نے اسلام کا نعرہ "اللہ اکبر" مقرر کیا جو آج تک جاری و ساری ہے اور ہمیشہ کارزار ہستی میں گونجتا رہے گا۔ اصل یہ ہے کہ جب لوگوں میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا شعور پیدا ہو جاتا ہے تو پھر معاشرے میں فرعون یا قارون کا وجود باقی نہیں رہتا اور نتیجۃً انسان انسان کا غلام نہیں رہتا اور انسان انسان کا معبود و رب نہیں بن سکتا۔ فرعون، ہامان اور قارون نام اور بھیس بدل بدل کر ہر زمانے میں موجود رہتے ہیں یہ بنی نوع انسان کے کھلے دشمن ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی "کبریائی" کا شعور عقیدۂ توحید کی روح ہے انسان میں جب اس حقیقت کا اذعان ایقان پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قدرت علم و حکمت وغیرہ تمام صفات حسنہ میں سب سے بڑا ہے اور وہ میرا خدا ہے تو کسی فرعون یا ہامان کا خوف نہیں رہتا۔

کبریائی کے تمام مدعیان کاذب کے ظلم و استحصال سے بنی نوع انسان کو نجات دلانے کی خاطر آپ کو لوگوں میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا شعور بیدار کرنے پر مامور کیا گیا یہ بے حد کٹھن کام تھا۔ جب اللہ تعالیٰ کے دربار ربوبیت میں ظفر اللہ

کو شریک کرتا ہے تو اس سے اس میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا شعور کمزور پڑ جاتا ہے اور دوسرے اس کی اپنی شخصیت پارہ پارہ ہو جاتی ہے۔ لوگوں کی ایسی نفسیاتی صورت حال تھی جب آپ کو لوگوں میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا شعور بیدار کرنے کا فرمان الٰہی ملا تھا۔

(۴) وثیابک فطہر: اس کا مفہوم تو یہ ہے کہ اپنے کپڑوں کو پاک صاف رکھو اور دوسرا یہ کہ اپنے دامن زندگی کو پاک صاف رکھو۔ سب سے پہلے اس امر کی صراحت کر دی جاتی ہے کہ صفائی اور پاکیزگی میں بہت فرق ہے ایک صاف ستھرا دکھائی دینے کے باوجود پاک نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح کپڑا صاف ہونے کے باوجود صاف ستھرا نہیں ہو سکتا۔

اسلام صفائی اور پاکیزگی دونوں پر زور دیتا ہے۔

اقوام عالم میں اس وقت پاکیزگی کا وہ مفہوم نہیں تھا جو اسلام پیدا کرنا چاہتا تھا۔ عیسائیت جو مغرب میں سب سے بڑا تبلیغی دین تھا اس پر رہبانیت کا غلبہ تھا اور رہبانیت میں جسم و لباس حتیٰ کہ ماحول کی پاکیزگی خلاف تقویٰ بات تھی چنانچہ جو شخص جتنا زیادہ غلیظ ہوتا تھا اتنا ہی زیادہ اسے خدا رسیدہ سمجھا جاتا تھا۔ خاص و عام بھی بول و براز کر کے طہارت نہیں کرتے تھے۔ ہاتھ تک دھونے کا رواج نہ تھا۔ غسل جنابت سے کوئی آشنا نہ تھا۔ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھوں کو دھونے کو بدعت و ریاکاری خیال کیا جاتا تھا۔ میلے کچیلے لباس و ماحول میں رہنا زہد کی ایک ناگزیر پیش شرط تھی۔ زاہد و عابد اس بات پر فخر کرتے تھے کہ انہوں نے برسوں پانی کو چھوا تک نہیں۔ کپڑوں، سر بلکہ جسم کے بالوں میں جوئیں پڑ جانے کو زہد کے ارفع مقام کی علامت سمجھا جاتا تھا۔

ہندومت میں صبح کے اشنان (غسل) کو ہمیشہ اہمیت رہی لیکن تھی وہ بھی ناپاک۔ پیشاب کر کے طہارت کرنا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا۔ غسل جنابت وغیرہ کا رواج نہ تھا گائے کے گوبر اور پیشاب کو پاکیزہ بلکہ پاک کرنے والا سمجھا جاتا تھا اور اس کا استعمال عام تھا۔ ہندو قوم طہارت کو رہی تھی۔

عرب کے کفار بھی پاکیزگی کو کوئی اہمیت نہ دیتے تھے صحرا کے بدو تو پاکیزگی کے تصور تک سے ناآشنا تھے مختصر یہ کہ اقوام عالم طہارت کو رہی تھیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں ظاہری و باطنی لحاظ سے پاکیزہ اور پاکیزگی کے مفہوم سے آشنا کرنے اور اس کی اہمیت کا ان میں احساس و شعور بیدار کرنے کے لیے اپنے پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور ارشاد فرمایا وثیابک فطہر اور اپنے کپڑے (یا دامن حیات) کو پاک صاف رکھو!

(۵) والرجز فاھجر: اور گندگی سے دور رہو۔ اس ارشاد الٰہی میں تن اور من دونوں کی گندگی سے دور رہنے کی ہدایت ہے۔

اسلام نے تزکیہ پر جو بہت زیادہ زور دیا ہے۔ اسے ذریعہ فلاح قرار دیا ہے اس سے مقصود بھی یہ ہے کہ انسان تن اور من کو گندگی سے پاک و صاف رکھے تاکہ اس کی حسی و قلبی قوتیں حد کمال تک نشوونما پا سکیں۔

خلافتِ راشدہ کے دوسرے تاجدار

امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک مثالی کردار

تحریر: ڈاکٹر محمد اجتباء ندوی

ہجرت نبویؐ کے تیرہ سال گذر چکے ہیں، خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وفات پا چکے ہیں اپنا جانشین اور خلافت اسلامیہ کی ذمہ داری حضرت عمر فاروقؓ کے سپرد اس اعتماد کے ساتھ کی ہے کہ خلافت اور دعوت اسلامی کا کام وہ بخوبی انجام دینے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں اہل مدینہ امید و بیم کے ساتھ بیعت کرنے کے بعد مسجد نبویؐ میں جمع ہیں فاروق اعظمؓ منبر پر تشریف لاتے ہیں اور خطبۂ خلافت ارشاد فرماتے ہیں۔

"لوگو جان لو میری سختی دوگنی ہو گئی ہے لیکن یہ شدت مسلمانوں پر ظلم و جور کرنے والوں پر ہو گی۔ رہے سلامت روی، میانہ روی اختیار کرنے والے اور دیندار لوگ تو میں ان کے لیے ایک دوسرے سے بھی زیادہ نرم ہوں گا کسی انسان کو دوسرے انسان پر ظلم و زیادتی نہ ہونے دوں گا۔ یہاں تک کہ اس کا ایک رخسار زمین پر رکھوں گا اور دوسرے رخسار پر اپنا پاؤں رکھوں گا۔ تاآنکہ وہ حق کا اقرار نہ کر لے۔ میں اس سختی کے باوجود پاکیزہ اخلاق ستودہ صفات لوگوں کے لیے اپنی گردن سرنگوں رکھوں گا اور لطف و نرمی کا برتاؤ کروں گا۔"

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے ان الفاظ میں اپنی طرز حکومت کا پورا نقشہ پیش کر دیا تھا جس پر اپنے دور خلافت میں عمل پیرا رہے اور حکمرانی کی ایسی بے نظیر مثال قائم کی کہ جو ہمیشہ دنیائے انسانیت کے لیے نمونہ اور بطور مثال پیش کی جاتی رہے گی فتوحات کا جو سلسلہ صدیق اکبرؓ نے شروع کیا تھا اس کا دائرہ وسیع کر کے مصر، شام، عراق اور ملک فارس خلافت اسلامیہ کا جزو بن گیا، اس کا نظام مستحکم عادلانہ اور رعایا کے تحفظ امن و سلامتی کو پائیدار بنیادوں پر قائم کیا، ذرائع آمدنی کے اضافے ہوئے اور خوشحالی شروع ہو گئی مگر خود فقر و درویشی کی ایسی زبردست مثال قائم کی کہ رہتی دنیا تک اس کی یاد تازہ رہے گی اپنے روزمرہ کے کھانوں میں تیل اور سیاہ روٹی کے علاوہ کچھ اور نہ کھاتے تھے، فرمایا کہ میں نے یہ عہد کیا ہے کہ میں اس وقت تک گھی اور گوشت نہ کھاؤں گا جب تک اس سے تمام مسلمانوں کو سیری حاصل نہ ہو جائے۔ ایک بار ان کے کھانے میں شہد یا گھی شامل تھا فرمایا کہ کیا سب مسلمانوں کو شہد ملنا چاہیے جواب ملا کہ نہیں تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا کہ لے جاؤ، تب میں بھی نہیں کھا سکتا۔

معزز قارئین! انسانی تاریخ میں حضرت عمر فاروقؓ پہلے سربراہ مملکت تھے جنہوں نے دن کے علاوہ راتوں کو جاگ کر اپنی رعایا کی حفاظت اور خبرگیری کا کام اپنے ذمہ لیا اور اس

کی ایسی مثال قائم کی جو تا قیامت نمونہ بنی رہے گی، تو آیئے دیکھیں مدینہ طیبہ عالم انسانیت کا دھڑکتا ہوا دل اور امید و بیم کا مرکز بنا ہوا ہے۔ روم و ایران، شام و مصر اور دور دراز کی آباد دنیا کے قافلے اور حاجت مند اس کا رخ کرتے ہیں پردیس میں نکلے ہوئے لوگ کبھی شہر سے باہر پڑاؤ ڈال دیتے ہیں اور صبح کا انتظار کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کے خادم اسلم بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات عمرؓ کے ساتھ نکلا چلتے چلتے مدینہ منورہ سے کافی دور نکل گئے ہمارا مقصد باہر اور دور کی آبادیوں کی دیکھ بھال اور ان کی خبر گیری کرنا تھی۔ اچانک ہماری نظر دور ایک جلتی ہوئی آگ پر پڑی حضرت عمرؓ نے فرمایا: لگتا ہے کہ کچھ قافلے ہیں رات اور ٹھنڈک کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکے ہیں چلو وہاں چلیں دیکھیں شاید انہیں کوئی ضرورت ہو، ہم تیز تیز چل کر پہنچے، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عورت ہے اس کے ساتھ چند بچے ہیں۔ آگ پر ایک ہانڈی رکھی ہوئی ہے اور بچے رو چیخ رہے ہیں۔ عمرؓ نے سلام کیا اور کہا کہ کیوں! کیا حال ہے؟ عورت نے جواب دیا: ٹھنڈک اور رات کی وجہ سے ہم یہاں پر ٹھہر گئے۔ فرمایا، یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟ جواب دیا: شدت بھوک سے! پوچھا اس ہانڈی میں کیا ہے؟ جواب ملا: صرف پانی ہے، دہلانے اور چپ کرانے کے لیے رکھ دیا تاکہ سو جائیں، خدا عمر کو سمجھے حضرت عمرؓ کو کوسنے اور بددعا دینے لگی۔ حضرت عمرؓ نے کہا: خدا ترا بھلا کرے، بھلا عمرؓ کو کیا معلوم کہ تم کس حال میں ہو؟ عورت نے بڑی رعب دار آواز اور غصہ سے کہا کہ: ہمارے خلیفہ ہیں اور ہمارے حال سے غافل اور لاپرواہ ہیں اسلم کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا چلو چلیں! ہم انتہائی تیز رفتاری سے واپس ہوئے اور آٹے کے گودام میں سے آٹے کی ایک بوری نکالی گھی کا ایک ڈبہ لیا اور مجھ سے کہا کہ میری پیٹھ پر لاد دو، میں نے کہا کہ امیر المؤمنین! یہ کام میرا ہے میں لے چلتا ہوں، فرمایا، خدایا تمہارا بھلا کرے کیا تم قیامت کے روز میرا بوجھ اٹھاؤ گے قارئین کرام! یہ خلیفہ دوم ہیں جن کے نام سے روم و فارس کی سلطنتیں لرز اٹھتی ہیں، دیکھئے وہ اپنی پیٹھ پر آٹے کی بوری اور گھی کا ڈبہ لادے ہوئے اس پردیسی عورت و بچوں کے خیمہ کی جانب بڑی تیزی سے دوڑتے چلے جا رہے ہیں اسلم بیان کرتے ہیں کہ خیمہ میں بوری رکھ کر تھوڑا سا آٹا نکالا۔ عورت سے کہا کہ میں ابھی کھانا تیار کئے دیتا ہوں، اسی ہانڈی کے نیچے آگ پھونک پھونک کر جلانا شروع کیا، اسلم کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین کی داڑھی بڑی اور گھنی تھی میں دیکھ رہا تھا کہ دھواں داڑھی کے اندر سے نکل کر فضا میں گم ہو جاتا ہے کھانا خود ہی تیار کیا اور ہانڈی اتار، عورت سے برتن مانگا، وہ ایک بڑا برتن لے آئی آپ نے ہانڈی سے برتن میں نکال دیا پھر فرمانے لگے: بچوں کو کھلاتے ہیں کھانا ٹھنڈا کرتا رہوں گا، ٹھنڈا کر کے دیتے رہے، یہاں تک کہ بچے شکم سیر ہو گئے، جو کھانا بچا وہ اس عورت کو دیا اور واپس کے لیے کھڑے ہو گئے۔ اسلم کہتے ہیں کہ جب امیر المؤمنین رخصت ہونے لگے تو عورت کہنے لگی: اللہ تعالیٰ تم کو نیک بدلہ دے، خلافت کے لائق تم تھے نہ کہ امیر المؤمنین! آپ نے فرمایا، دعا خیر کرو، صبح امیر المؤمنین کے پاس آنا، وہاں تم مجھ کو پاؤ گی ان شاء اللہ اور تمہارے گذارے کے لیے بہتر فیصلہ کیا جائے گا۔ وہاں سے امیر المؤمنین تھوڑے فاصلے پر جا کر اس طرح چھپ کر بیٹھ گئے کہ وہ خیمہ کے اندر کا حال دیکھ رہے تھے اور انہیں کوئی نہیں دیکھ رہا تھا، میں نے دریافت کیا کہ کیا کچھ اور کام ہے؟ خاموش رہیئے! میں نے دیکھا کہ بچے کھیلنے کودنے اور ایک دوسرے سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگے اور تھوڑی دیر کے بعد پرسکون نیند میں ڈوب گئے۔ امیر المؤمنین خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا، اسلم! بھوک نے ان بچوں کو بے خوابی میں مبتلا کر دیا تھا اور اسی کی وجہ سے بلبلا کر رو رہے تھے، میں نے اس آخری منظر کو دیکھے بغیر جانا پسند نہ کیا۔

آیئے! فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں عظمت انسانی اور خدمت خلق کی ایک جھلک اور دیکھتے جایئے:

”ایک دن بازار سے گذر رہے تھے، ایک عمر رسیدہ بوڑھے پر نظر پڑتی ہے، وہ صدقہ خیرات کے لیے ہاتھ پھیلائے گھوم رہا ہے، آگے بڑھ کر پوچھتے ہیں، اے بوڑھے آدمی! تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟ میں ایک بوڑھا آدمی ہوں جزیہ کی ادائیگی اور گذارہ کے لیے کچھ مانگ رہا ہوں۔“

وہ شخص مدینہ منورہ کا ایک یہودی باشندہ تھا، حضرت عمرؓ کا دل بھر آیا اور رقت آمیز لہجہ میں فرمایا:

”بڑے میاں ہم نے تمہارے ساتھ انصاف نہ کیا، ہم نے تم سے جوانی میں جزیہ وصول کیا اور بڑھاپے میں بے سہارا چھوڑ دیا اور اس کا ہاتھ پکڑا اپنے گھر لے آئے جو کچھ گھر میں تھا لا کر دے دیا، پھر بیت المال کے انچارج کو کہلا بھیجا کہ ان بڑے میاں اور ان جیسے بوڑھوں اور ضعیفوں کے لیے بیت المال سے اتنا روزینہ مقرر کر دیا جائے کہ جو ان کے گھر والوں کیلئے کافی ہو جایا کرے۔“

آخر میں ان کے اپنے گھر کا ایک بے مثال واقعہ سن لیجئے۔

مدینہ منورہ کی گلیوں سے گذر رہے ہیں، صاحبزادہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ اچانک ایک لاغر سی چھوٹی سی بچی لڑکھڑاتی ہوئی گرتی پڑتی نظر آئی فرمایا، ہائے کس قدر لاچار، بے کس اور پریشان حال ہے؟ اس بچی کو کون جانتا ہے؟ صاحبزادہ عبداللہ نے کہا: امیر المؤمنین کیا آپ اسے نہیں پہچانتے؟ فرمایا: نہیں! صاحبزادے نے کہا کہ یہ آپ کی بچی ہے۔ فرمایا: میری کون سی بچی؟ بیٹے! جواب دیا کہ یہ عبداللہ بن عمر کی لڑکی ہے یعنی حضرت عمرؓ کی پوتی تھی۔ حضرت عمرؓ نے دریافت فرمایا، کیسے اس کا حال یہ ہو گیا ہے؟ صاحبزادے نے کہا کہ آپ نے ان پر تنگی کر رکھی ہے امیر المؤمنین نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میرے پاس سے تمہیں وہی ملے گا جو تمام مسلمانوں کو ملتا ہے خواہ پورا پڑے یا تنگی سے زندگی بسر کرنا پڑے یہ میرے اور تمہارے لیے خدا تعالیٰ کا حکم ہے میری مجال نہیں کہ میں اس حکم کی خلاف ورزی کروں کیا تاریخ انسانی اس کی کوئی نظیر پیش کر سکتی ہے؟

خلیفۂ دوم حضرت فاروق اعظم معمول کے مطابق رعایا اور باہر سے آنے والے قبیلوں، مسافروں، اور پردیسیوں کی خبر گیری کے لیے رات کے گشت پر نکلے ہوئے ہیں۔ مدینہ منورہ کی گلی کوچوں سے گذرتے ہوئے کھجوروں کے باغات میں نکل آتے ہیں مدینہ منورہ دو طرف سیاہ پہاڑی سلسلوں سے گھرا ہوا ہے ایک کو مغربی حرہ اور دوسرے کو مشرقی حرہ کہا جاتا ہے۔ تیسری جانب کھجور کے خوبصورت باغ دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ شمال جانب کھلا میدان ہے اسی طرف سے مختلف سمتوں سے آنے والے لوگ مدینہ میں داخل ہوتے ہیں راستہ میں مدینہ کی مشہور

وادیٔ عقیق ہے جس نے شعر و ادب میں بڑی محبوبیت اور مقبولیت حاصل کی۔ حضرت فاروق اعظمؓ بانات سے نکل کر شمال کی جانب مڑ جاتے ہیں ان کے ہمراہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ بھی ہیں اچانک دونوں کی نظر ایک تاجر قافلہ پر پڑتی ہے۔ جس میں مردوں کے علاوہ عورتیں اور بچے بھی ہیں۔ حضرت عمرؓ عبدالرحمن بن عوفؓ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ آؤ آج رات ان کی پہرہ داری کریں، دونوں حضرات رات بھر جاگتے ہیں اور حسب توفیق نماز پڑھتے رہے۔ اسی اثناء ایک بچے کے رونے کی آواز آتی ہے۔ حضرت عمرؓ آواز سن کر اس جانب جاتے ہیں اور اس بچے کی ماں سے کہتے ہیں۔ خدارا اس بچہ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ ماں کو توجہ دلا کر اپنی جگہ واپس آگئے، تھوڑی دیر کے بعد رونے کی آواز پھر سنی۔ پھر دوبارہ گئے اور ماں سے کہا کہ خیال رکھو اور اس بچہ کو سلا دو، ماں کو نصیحت کر کے اپنی جگہ پر واپس آگئے۔ رات کے آخری پہر پھر بچے کے رونے سے پریشان ہو گئے۔ بچہ کی ماں کے پاس آکر کہا کہ تم اچھی ماں نہیں لگتی ہو آج رات اس بچے کو آرام نہیں ملا اور یہ روتا ہی رہا۔ ماں کو معلوم نہ تھا کہ یہ صاحب امیر المومنین ہیں۔ اس نے غضبناک ہو کر جواب دیا کہ خدا کے بندے تم نے تو ہمیں آج تنگ کر ڈالا۔ تم کو اس سے کیا سروکار میں اس بچہ کا دودھ چھڑا رہی ہوں اور وہ چھوڑ نہیں رہا ہے، انہوں نے نرمی سے دریافت کیا کہ ایسا کیوں کر رہی ہو اور آخر یہ زبردستی کیوں ہے؟ ماں نے جواب دیا کہ ایسا میں اس لیے کر رہی ہوں کہ عمر دودھ پیتے بچے کو وظیفہ نہیں دیتے ہیں۔ صرف اسی وقت بچہ کا روزینہ مقرر کرتے ہیں جب وہ دودھ پینا چھوڑ دیتا ہے۔ فرمایا: اس کی عمر کتنی ہے؟ جواب دیا اتنے ماہ کا، فرمایا خدا تمہارا بھلا کرے جلدی نہ کرو۔ حضرت فاروق اعظمؓ کو اس واقعہ نے بے حد متاثر اور دل گرفتہ کیا۔ فجر کی نماز کے دوران آنسو جاری تھے گریہ و زاری کی وجہ لوگ پورے طور پر قرأت نہ سمجھ سکے، سلام پھیرتے ہی فرمایا، بدنصیب عمر! کتنے مسلمان بچوں کے قتل کا سبب بنا! ایک شخص کو مخاطب کر کے فرمایا: جاؤ پکار پکار کر اعلان کر دو کہ اے لوگو اپنے بچوں کا دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو، ہم ہر مسلمان بچے کے لیے پیدا ہوتے ہی وظیفہ مقرر کر دیں گے اور ملک کے سارے علاقوں اور صوبوں میں اس بات کی منادی کرا دی گئی۔

یہ وہ خلیفۂ اسلام ہیں جنہوں نے ایک ہاتھ سے کسریٰ اور دوسرے ہاتھ سے قیصر کی سلطنتوں کو پاش پاش کر کے اسلام کی گود میں لا کر ڈال دیا جن کے نام سے اس دور کی معروف دنیا لرزا اٹھتی تھی۔ آئیے دیکھئے کس طرح وہ رات کو پہرہ داری کا کام انجام دیتے ہیں اور ایک بچہ کے رونے پر تین مرتبہ اس کی ماں کے پاس جاتے ہیں اور خوشامد کرتے ہیں کہ اسے سکون سے سُلا دے۔ پھر عظمت انسانی کی اعلیٰ مثال ملاحظہ کیجئے کیا ہم اس طرح کی کوئی مثال پیش کر سکتے ہیں؟!

آئیے! اس قسم کی ایک اور اسلامی عظمت اور اسلامی شفقت اور اعلیٰ اخلاق کی مثال ملاحظہ کیجئے۔

حضرت عمرؓ آج پھر شب میں حسب معمول خبر گیری کے لیے نکلے ہوئے ہیں۔ مدینہ منورہ کے ایک کشادہ میدان سے گذر رہے ہیں۔ ناگاہ بالوں کا بنا ہوا ایک خیمہ ہے اس کے اندر سے ایک عورت کے کراہنے کی آواز آ رہی ہے خیمہ کے دروازہ پر ایک آدمی فکر و تشویش میں ڈوبا ہوا بیٹھا ہے۔ حضرت عمرؓ آگے بڑھ کر اس شخص کو سلام کرتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟ جواب ملتا ہے کہ بدوی ہیں امیر المومنین سے تعاون اور امداد کے لیے حاضر ہوئے ہیں، پوچھا: خیمہ کے اندر سے یہ آواز و کراہ کیسی ہے؟ وہ بدوی نہیں جانتا تھا کہ یہ امیر المومنین عمرؓ ہیں۔ کہا کہ میاں اپنا کام کرو ایسی بات نہ پوچھو جس سے تمہارا واسطہ نہ ہو جاؤ خدا تمہارا بھلا کرے۔ حضرت عمرؓ نے بڑی محبت اور نرمی سے اصرار کر کے پوچھا نہیں! بتاؤ کیا بات ہے؟ تو اس نے بتایا کہ عورت کے یہاں ولادت کا وقت قریب ہے اور وہ درد زہ میں مبتلا ہے اس کے پاس کوئی نہیں ہے! حضرت عمرؓ یہ سنتے ہی بڑی تیز رفتاری سے گھر واپس گئے اور اپنی اہلیہ حضرت ام کلثوم بنت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ خدا نے تمہیں ثواب کا ایک موقع دیا ہے کیا ثواب حاصل کرنا چاہتی ہو؟ پوچھا کیا معاملہ ہے؟ آپ نے اس بدوی کا حال بیان کیا اور پھر فرمایا کہ اپنے ساتھ نومولود بچے کے لیے کچھ کپڑے اور عورت کیلئے تیل وغیرہ لے لو اور ایک پتیلی گھی اور کچھ کھانے کا سامان بھی لے لو، اہلیہ سب سامان لے کر نکلیں تو آپ نے ان سے لے کر پتیلی اور سامان وغیرہ اٹھایا اور وہ ان کے پیچھے پیچھے روانہ ہو گئیں۔

بدوی کے خیمہ پر پہنچے، بیوی اندر داخل ہو گئیں اور خود بدوی کے پاس بیٹھ کر آگ جلانے اور کھانا پکانے لگے بدوی بیٹھا ہوا دیکھتا رہا اسے یہ علم نہ تھا کہ یہ کون ہیں؟ تھوڑی دیر کے بعد اندر سے حضرت عمرؓ کی اہلیہ نے آواز دی کہ امیر المومنین! اپنے دوست کو لڑکے کی مبارکباد دے دیجئے، بدوی سنتے ہی سناٹے میں آگیا اور لرز کر دور جا کھڑا ہوا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اپنی جگہ پر بیٹھو اور گھبراؤ نہیں، پتیلی اٹھا کر اپنی بیوی کو دی اور کہا کہ عورت کو کھلا پلا دو۔ جب وہ کھا چکی تو امیر المومنین نے وہ پتیلی بدوی کے سپرد کی اور فرمایا کہ لو کھا لو اور آرام کر لو تم رات بھر جاگتے اور بے آرام رہے۔

امیر المومنین کی اہلیہ خیمہ سے نکلیں تو آپ واپس ہونے لگے، اس بدوی کو سلام کیا اور فرمایا کہ کل ہمارے پاس آنا ہم تمہارا تعاون کریں گے۔

جب وہ شخص امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا تو بچہ کا

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دکان
صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس
اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی
فون نمبر: ۲۴۵۸۰۳

نے اس کے بچے اور اس کے لیے وظیفہ مقرر کر دیا دنیا میں فرمانرواؤں اور حکمرانوں کی خدمت خلق اور مدد و تعاون کے اکا دکا واقعات مل سکتے ہیں، مگر اس جیسا واقعہ شاید ہی مل سکے کہ رات کی تاریکی میں، شہر کے گوشہ و گلی کوچہ میں سربراہ مملکت عوام اور قوم کی خبر گیری کرنے کے لیے اپنی نیند اور آرام حرام کرے، پھر اپنی بیوی کو ساتھ لے کر اس سے دایہ اور نرس کا کام اور خود باورچی کا کام انجام دے اور اس وقت تک آرام و سکون نہ لے جب تک اس گھر اور خیمہ میں رہنے والوں کو آرام کی سکون کی نیند سلا نہ دے۔

آیئے! امیر المؤمنین کا ایک اور مشہور واقعہ سنئے چلئے حسب معمول رات کے گشت میں مدینہ منورہ کی آبادی کے ایک کنارے نکل آئے، دفعتاً ایک آواز سنائی دیتی ہے بیٹی جلدی اٹھو دودھ نکال کر اس میں تھوڑا پانی ملا دو، صبح ہونے جا رہی ہے، بیٹی کی آواز ابھرتی ہے اماں جان! امیر المؤمنین نے دودھ میں پانی ملانے سے منع فرمایا ہے، ماں نے ڈانٹتے ہوئے کہا ارے تو پانی ملا دے، امیر المؤمنین یہاں کہاں دیکھ رہے ہیں! بچی نے اپنی پوری ایمانی قوت سے جواب دیا، اماں جان! اگر امیر المؤمنین نہیں تو امیر المومنین کا آقا اور ہمارا مالک دمولی تو دیکھ رہا ہے۔!!

امیر المؤمنین اس ایمان افروز جملہ کو سنتے ہی آگے بڑھتے ہیں اور اس گھر پر نشان لگا دیتے ہیں اور تیز تیز قدم بڑھاتے ہوئے مسجد نبوی میں داخل ہو جاتے ہیں۔ بارگاہِ ایزدی میں سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ خدائے عزوجل کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ایمان و امانت داری، امت مسلمہ کی رگوں میں رواں دواں ہے، اتنے میں موذن فجر کی اذان دیتا ہے، حضرت فاروق اعظمؓ سجدہ سے سر اٹھاتے ہیں اور سنت میں مشغول ہو جاتے ہیں، نماز کے بعد اپنے صاحب زادہ حضرت عاصم کو بلا کر کچھ مشورہ کرتے ہیں۔ رات میں جس گھر پر نشان لگا آئے تھے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہیں اور آخر میں اس نیک بخت لڑکی سے اپنے صاحب زادہ حضرت عاصم کی شادی کر دیتے ہیں، اس جیسی خدا ترس، دیانتدار اور دیندار بچی کا اس سے بہتر اور کیا صلہ ہو سکتا ہے اسی بچی کے بطن سے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ پیدا ہوئے، جنہوں نے مختصر عرصہ میں خلافت کی باگ ڈور سنبھالی اور بیعت لی مختصر مدت میں عہد فاروقی کی یاد تازہ کر دی، ملوکیت کو خلافت میں، عیش و تنعم کی زندگی کو فقر و درویشی میں تبدیل کر دیا۔ خدا ان سے راضی ہو اور امت مسلمہ کو ان کے نقش قدم پر چلنے اور احکام شریعت کو زندگی کے ہر گوشہ میں نافذ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

صحابہ کرامؓ اور اشاعت اسلام

وہ اولو العزم خدا کار ان رسول و جاں نثاران نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جن کے خلاف ظاہراً اسلام کا نام لینے والی ایک جماعت طعن و تشنیع کا بازار گرم کئے ہوئے ہے اسلام کے کیسے شیدائی اور فدائی تھے اور انہوں نے اپنی زندگی کس طریقے پر دین و مذہب کی خدمت میں گزاری کس طرح جان دمال کو فنا کر کے اسلام کے علم کو بلند کیا تاریخ عالم کا ایک روشن باب ہے جسے قدسیان فلک نے آب زر سے لکھا ہے آج ہم اس سلسلہ کی کچھ تفصیل ہدیہ ناظرین کرنا چاہتے ہیں کہ دنیا دیکھ سکے کہ آج ان کی تعریف و توصیف اسلام کا نام لینے والوں کو ناگوار ہو رہی ہے جن کی بدولت اسلام مشرق سے مغرب تک شمال سے جنوب تک پہنچا اور جن کے نورانی کارناموں کے باعث فاران کی چوٹیاں اور حرا کا غار نور اسلام سے معمور ہو گئے۔

اسلام کی تبلیغ اور اسلام کی کسی طور پر خدمت کرنے سے صحابہ کرام کی سب سے بڑی خصوصیت تھی۔ صحابہ کرام نے آغاز اسلام ہی سے اس نیک کام کو شروع کیا اور آخر تک اس کو قائم رکھا سب سے پہلے حضرت ابو بکرؓ اسلام لائے تو ان کے اخلاق اثر سے متعدد اکابر صحابہؓ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے جن میں پانچ بزرگ عشرہ مبشرہ میں سے تھے اسد الغابہ تذکرہ حضرت ابو بکرؓ میں ہے۔

”ان کے ہاتھ پر ایک جماعت جن کو ان کے ساتھ محبت تھی اسلام لائی۔ یہاں تک کہ عشرہ مبشرہ میں سے بھی پانچ بزرگ ان کے ہاتھ پر اسلام لائے۔“

حضرت عثمان کے تذکرہ میں صاحب اسد الغابہ نے بعض ناموں کی تفصیل بھی کی ہے چنانچہ لکھتے ہیں۔

”وہ قریش کے لوگ حضرت ابو بکرؓ کے پاس آتے تھے اور متعدد وجود مثلاً علم، تجربہ حسن مجالست کی بنا پر ان سے محبت کرتے تھے چنانچہ آنے والوں اور ساتھ بیٹھنے والوں میں جن لوگوں پر ان کو اعتماد تھا ان کو انہوں نے دعوت اسلام دی اور جیسا مجھے معلوم ہوا ہے ان کے ہاتھ پر حضرت زبیر بن عوامؓ حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ اسلام لائے۔“

تاریخ خمیس میں ان بزرگوں کے ساتھ حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت عبد الرحمٰن بن عوف حضرت عثمان بن مظعون حضرت ابو عبیدہ بن جراح حضرت ابو سلمہ بن عبد الاسد اور ارقم بن ابی الارقم کا نام بھی لیا ہے۔

خلیفہ اول حضرت ابو بکرؓ کے علاوہ اور بھی متعدد صحابہ کی جدوجہد اور سعی و کوشش سے قریش میں اسلام کی تبلیغ و ترویج ہوئی۔

حضرت عمیرؓ صحابی تھے اور ابتدا میں ان کی اسلام دشمنی ضرب المثل تھی، غزوہ بدر میں ان کے ایک فرزند گرفتار ہو گئے ان کی رہائی کے بہانے سے مدینہ آئے اور دل میں یہ ٹھان کر چلے کہ چل کر خود سرور دو عالم ﷺ کا خاتمہ کر دیں یہاں پہنچے تو دل کی دنیا ہی بدل گئی اور عداوت و دشمنی کی جگہ اسلام سے محبت پیدا ہو گئی اور اسلام قبول کر لیا مدینہ سے واپس ہوئے تو ایک مبلغ اسلام کی شان سے قریش کو دعوت اسلام دی اور ایک کثیر تعداد نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا۔

مرد تو مرد ہیں صحابیات بھی اس میدان میں پیش پیش نظر آتی ہیں۔ حضرت ام شریکؓ نامور صحابیات میں تھیں جو مخفی طور پر قریش کی عورتوں کو اسلام کی دعوت دیتی تھیں اہل قریش کو جب ان کی خاموش اور موثر تبلیغ اور اشاعت اسلام کا علم ہوا تو انہوں نے انہیں اہل مکہ سے نکال دیا۔

صحابہ کرام کی سعی و کوشش، اور تبلیغ اشاعت اسلام نے

سلسلہ میں یہ جد و جہد صرف مکہ یا قریش ہی تک محدود نہیں رہی بلکہ انہوں نے اس دائرہ سے نکل کر دوسرے قبیلوں تک اسلام کے پیغام کو پہنچایا۔ ان بزرگوں میں حضرت ابو ذر غفاری حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ، حضرت اکثمؓ حضرت عروہ بن مسعود ثقفی اور دوسرے انصار کا نام خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے انصار میں اولاً چھ شخص مکہ میں آئے اور اسلام قبول کیا مکہ سے پلٹ کر انہوں نے خود تبلیغ اسلام کا فرض ادا کرنا شروع کیا اور ان کو اس کار خیر میں اس قدر کامیابی ہوئی کہ انصار کا کوئی گھر کلمہ توحید کی آواز اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر خیر سے نا آشنا نہ رہا

دوسرے سال بارہ آدمی آئے اور آپ کے دست مبارک پر بیعت کی جو بیعت عقبہ اولی کے نام سے مشہور ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ حضرت مصعب بن عمیرؓ کو قرآن کریم کی تعلیم کے لئے متعین کر دیا اور انہوں نے اس خدمت کے ساتھ اشاعت اسلام کا مقدس فرض بھی ادا کیا چنانچہ ان کی کوششوں سے لوگ بکثرت مسلمان ہوئے جن میں انصار کے مقتدر بزرگ حضرت اسید بن حضیرؓ اور حضرت سعدؓ بن معاذ بھی شامل تھے

حضرت سعد بن معاذ اسلام لائے تو اپنے قبیلہ سے کہا کہ اب مجھ کو تم سے بات چیت کرنا حرام ہے چنانچہ اسی روز ان کا تمام قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

ان بزرگوں کے علاوہ ان صحابہ کرام کی ایک طویل فہرست ہے جنہوں نے تنہا اور جانفشانی کے ساتھ اشاعت اسلام کا کام انجام دیا۔

چنانچہ صاحب اسد الغابہ حضرت قیس بن عزرہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔ دعا قومه الی الاسلام اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی۔

حضرت قیس بن یزید کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں قد دعا قومه الی الاسلام فاسلموا۔ انہوں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہو گئے۔

حضرت قیس بن نشبہ اسلمی کے تذکرہ میں ہے۔

وہ دین اسلام لا کر پلٹے تو کہا کہ اے بنو سلیم میں نے روم و فارس اور عرب اور کاہن اور حمیر کے بہادروں کے اشعار سنے لیکن محمد کا کلام ان سب سے الگ ہے پس محمد ﷺ کے معاملہ میں

اطاعت کرو کیونکہ تم ان کے ماموں ہو۔"

فتح مکہ کے بعد اس سلسلہ میں بہت نمایاں ترقی ہوئی اور ہر طرف مبلغین اسلام گروہ گروہ نظر آنے لگے اور تمام قبائل کے سرداروں نے اشاعت اسلام میں پورا پورا حصہ لیا۔ چنانچہ حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں۔

فتح مکہ کے بعد تمام عرب نے اسلام کی طرف نہایت تیزی سے قدم بڑھایا ہر قبیلہ اپنے سرداروں کو بھیجتا تھا کہ جا کر اسلام لائیں اور تعلیم دین حاصل کریں پھر پلٹ کر آئیں تو اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دیں۔

وعظ و پند ارشاد و اصلاح اور تبلیغ و دعوت کے علاوہ صحابہ کرام کے حسن اخلاق کی خاموش داستان نے سینکڑوں، تقریروں کا کام انجام دیا اور قبیلے کے قبیلے اسی حسن اخلاق کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے ایک معرکہ میں صحابہ کرام پیاس سے بے تاب ہو کر پانی کی تلاش میں نکلے حسن اتفاق سے ایک عورت مل گئی جس کے ساتھ پانی کا مشکیزہ تھا صحابہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے اور آپ کی اجازت سے پانی استعمال کیا اگرچہ آپ نے اسی وقت اس کو پانی کا معاوضہ دلا دیا تاہم صحابہ کرام پر اس کے احسان کا اثر یہ تھا کہ جب اس عورت کے گاؤں کے آس پاس حملہ کرتے تھے تو خاص اس گھرانے کو چھوڑ دیتے تھے اس منت پذیری کا یہ اثر ہوا کہ اس نے اپنے تمام خاندان کو قبول اسلام پر آمادہ کیا اور سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

صحابہ کرام کے یہ وہ مساعی جمیلہ تھے جن کے اثر سے متعدد قبائل نے اسلام قبول کیا لیکن ان قبائل کے علاوہ اور متفرق لوگ ہیں جو صحابہ کرام کے ذریعے سے اسلام لائے حضرت ام حکیم الحارث رضی اللہ عنہا کی شادی عکرمہ بن ابی جہل سے ہوئی تھی وہ خود فتح مکہ کے دن اسلام لائیں لیکن ان کے شوہر بھاگ کر یمن چلے آئے حضرت ام حکیم نے یمن کا سفر کیا اور ان کو دعوت اسلام دی وہ مسلمان ہو کر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ان کو دیکھ کر خوشی سے اچھل پڑے بدن پر چادر تک نہ تھی لیکن ان سے اسی حالت میں بیعت لی۔

حضرت ابو طلحہؓ نے حالت کفر میں حضرت ام سلیم سے نکاح کرنا چاہا لیکن انہوں نے کہا کہ تم کافر ہو اور میں مسلمان ہوں نکاح کیونکر ہو سکتا ہے ہاں اگر اسلام قبول کرو تو وہی میرا مہر ہو گا

اس کے سوا تم سے کچھ نہ مانگوں گی چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے اور اسلام ہی ان کا مہر قرار پایا۔

حضرت جبار سلمی نے حالت کفر میں شہدائے بئر معونہ میں سے ایک قاری کو نیزہ مارا تو انہوں نے زخم کھانے کے ساتھ ہی نہایت مؤثر لہجے میں کہا فزت واللہ خدا کی قسم میں کامیاب ہوا۔

حضرت جبار کو تعجب ہوا کہ میں نے تو ان کو قتل کر دیا۔ آخر ان کو کامیابی کیونکر ہوئی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ صحابہ کرام شہادت ہی کو اپنی کامیابی سمجھتے تھے چنانچہ اسی اثر سے انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ اگرچہ مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے لیکن ان کی ماں کافرہ تھیں اس لئے ان کو برابر دعوت اسلام دیتے رہتے تھے ایک روز ان کو اسلام کی ترغیب دی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا ان کو یہ کیونکر گوارا ہو سکتا تھا روتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ میری ماں کے لئے دعا فرمائیے آپ نے دعا فرمائی کہ خداوندا ابو ہریرہؓ کی ماں کو ہدایت دے پلٹے تو دیکھا کہ دروازہ بند ہے اور پانی گرنے کی آواز آ رہی ہے ان کی ماں نے پاؤں کی آہٹ پائی اور کہا ابو ہریرہؓ آگے نہ بڑھو نہا دھو کر کپڑے پہن کر دروازہ کھولا اور کلمہ توحید پڑھا۔ حضرت ابو ہریرہؓ کو اس قدر مسرت ہوئی کہ خوشی کے مارے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ خدا نے آپ کی دعا قبول کر لی۔

وفد بنو تمیم آیا تو رسول اللہ نے پوچھا تمہارے آنے کا مقصد کیا ہے؟ سب نے جواب دیا کہ ہم اپنے شاعر اور اپنے خطیب کو لائے ہیں کہ آپ سے مفاخرت کریں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نہ شاعری کے لئے پیدا ہوئے ہیں اور نہ خدا نے ہم کو مفاخرت کرنے کا حکم دیا ہے تاہم آؤ اگر مقابلہ چاہتے ہو اقرع بن حابس ساتھ تھے انہوں نے ایک جوان کی طرف اشارہ کیا اس نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور اپنی قوم کے تمام مفاخر گنائے حضرت ثابت ابن قیسؓ آپ کے خطیب تھے آپ نے ان کو مقابلے کے لئے کھڑا کیا تو انہوں نے اس کا جواب دیا اس کے بعد زبرقان بن بدر کے حکم سے ایک نوجوان کھڑا ہوا اور اپنی قوم کی مدح میں چند اشعار سنائے آپ نے حضرت حسان بن ثابتؓ کو جواب دینے کا جواب دیا اور انہوں نے ایک قصیدے میں انصار کے اسلامی

کا ذریعہ بن گئے۔

خلفائے راشدین کے زمانے میں اور بھی کثرت سے اسلام پھیلا خلیفہ اول حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مثنیٰ بن حارثہ شیبانی ایک نہایت مشہور اور بہادر شخص تھا جو خود تو مسلمان ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی قوم کے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے وہ پہلے عراق میں غارتگری کیا کرتا تھا اب وہ خود حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ میری قوم کے جو لوگ مسلمان ہو گئے ہیں مجھ کو ان کا امیر العسکر مقرر فرما دیجئے ان کے ذریعے سے میں ایرانیوں پر حملہ کروں گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس کو ایک اجازت نامہ لکھ دیا وہ وہاں سے چل کر مقام خفان آیا اور بقیہ قوم کو دعوت اسلام دی اور تمام لوگ بخوشی مسلمان ہو گئے۔

حضرت عمرؓ خلیفہ دوم کے عہد خلافت میں فتوحات کے ساتھ ساتھ اور بھی وسعت سے اشاعت اسلام ہوئی جب جنگ قادسیہ میں رستم مارا گیا تو اس کے ساتھ دیلم کی جو چار ہزار منتخب فوج تھی اور خسرو پرویز کی باڈی گارڈ ہونے کی وجہ سے جند شہنشاہ کے لقب سے ممتاز تھی کل کی کل مسلمان ہو گئی۔

آپ نے دیکھا کہ صحابہ کرام نے دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں جان و مال کی کیا کیا قربانیاں کی ہیں آج دنیا میں انہیں کے خلاف ہرزہ سرائی جاری ہے یہ ہے عقل اور یہ ہے انصاف

ع محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

حضرت علیؓ کا ارشاد

”اسلام میں سب سے افضل اور اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ اخلاص رکھنے میں سب سے بڑھ کر جیسا کہ بیان کیا گیا ہے خلیفہ صدیقؓ تھے اور خلیفہ کے خلیفہ فاروقؓ اور قسم مجھے اپنی جان کی بہ تحقیق ان کی وفات سے اسلام کو سخت زخم پہنچا۔ اللہ ان دونوں پر رحمت نازل کرے اور ان کو ان کے اچھے کاموں کا بدلہ دے“ یہ حضرت علیؓ کا قول اس قول کے ہم معنی ہے جو اتنی سندوں سے اہل سنت کی کتابوں میں منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت میں سب سے افضل و اعلیٰ ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ (نہج البلاغہ مطبوعہ تہران

جزو نمبر ۲۱)

مسیحی مذہبی راہنماؤں کی توجہ کیلئے

پردہ اور بائیبل

حافظ محمد عمار خان ناصر

کلام الٰہی قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

یا ایھا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المومنین یدنین علیھن من جلابیبھن ذلک ادنیٰ ان یعرفن فلا یؤذین وکان اللہ غفورا رحیما

(سورۃ الاحزاب ۳۳: ۵۹)

ترجمہ: اے پیغمبر! اپنی بیبیوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے بھی کہہ دیجئے کہ (سر سے) نیچے کر لیا کریں اپنے تھوڑی سی اپنی چادریں اس سے جلدی پہچان ہو جایا کرے گی تو آزار نہ دی جایا کریں گی اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے (ترجمہ حضرت تھانوی)

مذکورہ آیت میں پردہ کا حکم دیا گیا ہے۔ حاشیہ پر علامہ عثمانی لکھتے ہیں۔

یعنی بدن ڈھانکنے کے ساتھ چادر کا کچھ حصہ سر سے نیچے چہرے پر بھی لٹکا لیویں۔ روایت میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر مسلمان عورتیں بدن اور چہرہ چھپا کر اس طرح نکلتی تھیں، اس سے ثابت ہوا آنکھ دیکھنے کے لیے کھلی رہتی تھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ فتنہ کے وقت آزاد عورت کو چہرہ بھی چھپا لینا چاہیے۔ لونڈی باندی کی ضرورت شدیدہ کی وجہ سے اس کا مکلف نہیں کیا کیونکہ کاروبار میں حرج عظیم واقع ہوتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی پہچانی پڑیں کہ لونڈی نہیں بی بی ہے۔ صاحب ناموس بدذات نہیں نیک بخت ہے تو بدبخت لوگ اس سے نہ الجھیں“۔

ایک دوسرے مقام میں ارشاد ہے۔

وقل للمومنت یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن (سورۃ النور ۲۴: ۳۱)

ترجمہ: اور اسی طرح مسلمان عورتوں سے (بھی) کہہ دیجئے کہ (وہ بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کے مواقع کو ظاہر نہ کریں۔ مگر جو اس موقع زینت میں سے (غالباً) کھلا رہتا ہے (جس کے ہر وقت چھپانے میں حرج ہے) اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں۔

(ترجمہ حضرت تھانوی)

اس آیت میں بھی سابقہ حکم کو کچھ وضاحت کے ساتھ دہرایا گیا ہے۔ ایک دوسرے مقام پر فرمایا۔

الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض (سورۃ النساء)

مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

آیت مذکورہ میں جہاں گھریلو مسائل و معاملات میں مرد کی برتری کا حکم ملتا ہے وہاں سیاسی، قومی اور ملکی معاملات میں بھی صرف مرد کا حکمران ہونا مسلّم قرار دیا ہے چنانچہ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ”الرجال قوامون“ کی تفسیر ”امراء“ کے ساتھ کی ہے (تفسیر ابن جریر الطبری ج ۵) یہاں بھی عورت کو گھر کے اندر اور گھر سے باہر کے معاملات میں اس لیے مرد کے ماتحت رکھا گیا ہے کہ عورت میں کچھ فطری کمزوریاں ہیں، آنحضرتؐ نے فرمایا ”النساء حبائل الشیطان“ کہ عورتیں شیطان کا جال ہیں۔ عورت کی جو صفت اس کے گھر سے باہر کے معاملات مثلاً حکومت وغیرہ

جہاد وغیرہ میں حقدار و مکلف نہ ہونے کی ایک بڑی وجہ ہے۔ عورت کے پردہ اور مرد کے تابع ہونے کا حکم کتب سابقہ میں بھی موجود ہے۔ بائبل سے چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

"پھر اس نے عورت سے کہا کہ میں تیرے دردِ حمل کو بہت بڑھاؤں گا تو درد کے ساتھ بچہ جنے گی اور تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہوگی اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا" (پیدائش ۱۶/۳)

"ہر مرد کا سر مسیح اور عورت کا سر مرد اور مسیح کا سر خدا ہے ... اور جو عورت بے سر ڈھکے دعا یا نبوت کرتی ہے وہ اپنے سر کو بے حرمت کرتی ہے کیونکہ وہ سر منڈی کے برابر ہے۔ اگر عورت اوڑھنی نہ اوڑھے تو بال بھی کٹائے۔ اگر عورت کا بال کٹانا یا سر منڈانا شرم کی بات ہے تو اوڑھنی اوڑھے"

(اول کرنتھیوں $\frac{11}{5-6}$)

"اے بیویو! اپنے شوہروں کی ایسی تابع رہو جیسے خداوند کی کیونکہ شوہر بیوی کا سر ہے جیسا کہ مسیح کلیسا کا سر ہے۔ اور وہ خود بدن کا بچانے والا ہے لیکن جیسے کلیسا مسیح کے تابع ہے ویسے ہی بیویاں بھی ہر بات میں اپنے شوہروں کی تابع ہیں۔" (افسیوں $\frac{5}{22-24}$)

"عورتیں حیادار لباس میں شرم اور پرہیزگاری کے ساتھ اپنے آپ کو سنواریں نہ کہ بال گوندھنے اور سونے اور موتیوں اور قیمتی پوشاک سے ... عورت کو چپ چاپ کمال تابعداری سے سیکھنا چاہیے اور میں اجازت نہیں دیتا کہ عورت سکھائے یا مرد پر حکم چلائے بلکہ چپ چاپ رہے" (۱۔ تیمتھیس $\frac{2}{9-12}$)

"اور متقی اور پاک دامن اور گھر کا کاروبار کرنے والی اور مہربان ہوں اور اپنے اپنے شوہر کے تابع رہیں" (ططس $\frac{2}{5}$)

جہاں تک شرائع کا تعلق ہے بائبل عورت کو مکمل طور پر پردے کا پابند اور گھر تک محدود کر دیتی ہے لیکن عیسائیت کا قید و مسکن مغرب بے پردگی اور آوارگی میں کچھ زیادہ ہی رسیاں تڑا گیا ہے۔ عیسائی مشنریاں عورت اور وہ بھی فحاشی اور عریانی سے مالا مال جیسے خطرناک ہتھیار سے لیس ہیں۔ عورتیں ملک کے ہر محکمہ حتیٰ کہ مذہبی راہنماؤں کے ساتھ بھی

باقی صفحہ پر

آپ کے مسائل

ترتیب: مولانا منظور احمد الحسینی

مرزائی کی اولاد کا حکم

سائل ـــــ شاہد احمد ـــــ لاہور

س: ایک شخص پیدائشی مسلمان تھا، وہ العیاذ باللہ اگر مرزائی ہو جائے تو وہ مرتد کہلائے گا۔ مرتد ہونے کے بعد جو اس کی اولاد پیدا ہوگی کیا وہ بھی مرتد کہلائے گی یا صرف کافر۔

ج: اگر مرزائی کی اولاد اس کے عقیدہ کی ہم نوا ہو تو وہ بھی مرتد کے حکم میں ہیں کیونکہ تمام مرزائی زندیق ہیں اور زندیق کا حکم کافر مرتد کا ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل کے لئے میرا رسالہ "قادیانیوں اور دوسرے غیر مسلموں کے درمیان کیا فرق ہے" ملاحظہ فرمایا جائے۔

مرزائیوں سے تعلق رکھنا غیرت ایمانی کے خلاف ہے

سائل ـــــ عبدالرزاق ٹیچر ـــــ لاہور

آپ کو ایک دینی مسئلہ کے سلسلہ میں زحمت دے رہا ہوں۔ میں گورنمنٹ ڈی سکول سلیم ٹورنامنٹ لاہور میں اپنے فرائض بطور معلم انجام دے رہا ہوں۔

اس ادارہ میں ایک مرزائی ٹیچر ہے جو مسلمان ٹیچروں کو سازش کے تحت زچ کرتا رہتا ہے۔

۔۔۔۔۔ ۲۰ بروز جمعرات سکول کے ایک دو دن پیش مسائل کو حل کرنے کے لئے تمام سکول اساتذہ کا اجلاس ہوا جس میں انجمن اساتذہ پاکستان لاہور ڈویژن کے صدر چوہدری محمد عالم نے صدارت کی۔ انہوں نے سکول کے مسائل حل کرانے کے بعد مرزائی ٹیچر کے ساتھ جن مسلمان اساتذہ کے اختلافات تھے ان کے درمیان صلح کرائی اور گلے ملے اور چوہدری محمد عالم نے خود بھی اس مرزائی ٹیچر سے صلح کی مجھے بھی صلح کے لئے مجبور کیا گیا لیکن آپ کو وضاحت کی روشنی میں صلح کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ کافر سے مسلمانوں کی صلح ہو نہیں سکتی۔ اور میں نے کہا میں دین کے معاملہ میں مداخلت برداشت نہیں کر سکتا۔

اب آپ یہ ارشاد فرمائیں کہ

۱۔ مرزائی ٹیچر کے ساتھ صلح کرنے والوں کے متعلق کیا حکم ہے؟

۲۔ مرزائی ٹیچر کے ساتھ مسلمان اساتذہ کی صلح کروانے والے کے متعلق کیا حکم ہے؟

۳۔ مرزائی ٹیچر کے حواریوں کے ساتھ (مسلمان ٹیچرز) کو اچھے تعلقات رکھنے چاہئیں یا نہیں؟

ج: حدیث شریف میں سانپوں کے بارے میں ہے کہ "ما سالمناهن منذ حاربناهن" یعنی جب سے ہم نے ان سے جنگ شروع کی ہے کبھی ان سے صلح نہیں کی۔ مرزائی مار آستین ہیں ان سے مسلمانوں کی کبھی صلح نہیں ہو سکتی۔ مسلمان تو دل کے صاف ہوتے ہیں وہ تو صلح کے بعد مطمئن ہو جائیں گے کہ اب فریقین میں کوئی کسی کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ لیکن مرزائی کی فطرت ڈسنا ہے۔ مرزائی اپنی اس فطرت سے کبھی باز نہیں آئے گا۔ اس لئے مسلمانوں کا مرزائی سے صلح کرنا اور گلے ملنا نہ صرف حرام اور ناجائز ہے بلکہ اپنے آپ کو بے وقوف بنانے کے مترادف ہے۔

۲۔ اوپر کے جواب سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ ان لوگوں نے شرعاً ناجائز اور عقلاً نادانی کا کام کیا۔

۳۔ مرزائی اور مرزائی نوازوں کے ساتھ تعلقات رکھنا غیرت ایمانی کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم

"وصیت نامہ" بالکل جھوٹ ہے

سائل ـــــ شمع بن یوسف ـــــ کراچی

مسئلہ یہ ہے کہ اکثر لوگ اصل وصیت نامہ زبانی تحریری جس میں حضور کے خواب میں آنے کا ذکر ہے بانٹتے ہیں جس میں آخر

میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ جو شخص بھی یہ پرچہ پڑھے گا اس پر لازم ہے کہ وہ ایسے چالیس پرچے چھپوا کر تقسیم کرے اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو وہ شخص بہت بڑا نقصان اٹھائے گا۔ اور اس پر عذاب نازل ہوگا۔ آپ سے التماس ہے کہ آپ قرآن و سنت کی روشنی میں اس کا جواب دے کر مشکور فرمائیں شکریہ۔

ج: یہ خواب خالص جھوٹ ہے اور یہ جھوٹ تقریباً ایک صدی سے پھیلایا جا رہا ہے کئی بار "جنگ" میں بھی اس کی تردید کر چکا ہوں۔

سکولوں اور کالجوں میں زکوٰۃ کا مسئلہ

ارشاد احمد — مستونگ

س: سکولوں اور کالجوں میں آج کل زکوٰۃ جو طالب علموں کو دی جا رہی ہے، یہ زکوٰۃ دینی حق میں جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ ہر خاص و عام طلبا کو دی جاتی ہیں۔ اس کا لینا بھی فارم کے ذریعے اور والد صاحب کی سالانہ آمدنی کی بنیاد پر ہوتا ہے اور یہ حکومت کی جانب سے مخصوص فنڈ ایک سال کے لئے ہوتا ہے کیونکہ حکومت کو یہ تمام فنڈ ایک ہی سال میں ختم کرنا ہوتا ہے۔ مہربانی فرما کر مسئلہ حل فرمائیں۔

ج: اصول یہ ہے کہ زکوٰۃ کی رقم کسی مسلمان محتاج کو دی جا سکتی ہے کسی غیر مسلم کو نہیں دی جا سکتی۔ اور نہ کسی ایسے شخص کو دی جا سکتی ہے جو صاحب نصاب ہو۔ مجھے معلوم نہیں کہ حکومت نے سکولوں اور کالجوں کے طلبہ کو زکوٰۃ دینے کا کیا معیار مقرر کر رکھا ہے اور وہ شرعی اصول کے مطابق ہے یا نہیں۔

چند مسائل

رضوان ناز — سرگودھا

میں ختم نبوت رسالہ کا مطالعہ بہت شوق سے کرتی ہوں میرا مضمون اسلامیات ہے اور اس رسالہ سے مجھے اسلامیات پڑھنے میں بہت مدد ملتی ہے۔ میں یہ سوالات بھیج رہی ہوں امید ہے آپ اس مرتبہ ان سوالوں کے جواب ضرور دے کر شکریہ کا موقع دیں گے

۱۔ کیا بڑھے ہوئے ناخنوں سے پکایا ہوا کھانا حرام ہے، نماز ہو جاتی ہے؟

ج: ناخن بڑھانا مکروہ ہے، بڑھے ہوئے ناخنوں میں غلاظت جمع ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے کھانا کھانا اور پکانا بھی مکروہ ہو جاتا ہے، ناخن بڑھانے کا فیشن بہت ہی برا ہے اس سے بچنا چاہئے۔

س: اسلام میں تصویر کھنچوانے کا کیا حکم ہے کیا مرد اور عورت دونوں کے لئے منع ہے یا صرف عورتوں کے لئے منع ہے

ج: ضرورت کے بغیر تصویر کھنچوانا مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے حرام ہے۔

س: آج کل خواتین میں سر کے بال کٹوانے اور آنکھوں کی پلکنگ اور تھریڈنگ کرنے کا رجحان بہت حد تک بڑھتا جا رہا ہے کیا ہمارا مذہب ان سب باتوں کی اجازت دیتا ہے اور قیامت کے دن ایسا کرنے والی خواتین کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا

ج: ایسی عورتوں پر حدیث شریف میں لعنت آئی ہے ان کے ساتھ وہی معاملہ ہوگا جو کسی ملعون کے ساتھ ہو سکتا ہے

زکوٰۃ کا مسئلہ

محمد اسحق شیخ راحیل — کوئٹہ

س: شمارہ نمبر ۳، جلد نمبر ۹ میں آپ کے مسائل اور ان کے جواب میں پڑھا۔ ایک صاحب نے سوال کیا تھا کہ اگر بینک والے کسی کی رقم سے زکوٰۃ کاٹتے ہیں تو کیا زکوٰۃ مالک کے ذمہ سے ادا ہوگی یا نہیں۔ جواب میں لکھا ہے کہ بعض اہل علم کے ہاں جائز ہے مگر شاید آپ کو معلوم نہیں ہے کہ یہ زکوٰۃ اس رقم سے کاٹی جاتی ہے جسے علمائے کرام سود کہتے ہیں تو کیا سود سے قیمت ادا ہو سکتی ہے زکوٰۃ؟ جناب کے علم میں یہ ہوگا کہ سود کے مسئلے پر حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے کس قدر سختی سے باتیں کہی ہیں اور دیگر علمائے کرام نے بھی لکھا ہے۔

ج: حضرت مفتی محمودؒ کا موقف مجھے معلوم ہے اس لئے میں نے لکھا تھا کہ "بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے" اس عبارت سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس مسئلہ پر علماء میں اختلاف ہے جن حضرات کو ان علماء پر اعتماد ہو جن کے نزدیک زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی انہیں اپنے طور پر زکوٰۃ دینی چاہئے۔

ختم نبوت کے ادارے میں

سائل — نامعلوم

حضرت ایک مسئلہ درپیش ہے وہ یہ کہ قربانی کی کھالوں کا کیا مصرف ہے؟ ہم گذشتہ تین سالوں سے قربانی کی کھالیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے رہے ہیں مگر ہمیں ختم نبوت کے مصارف کا علم نہیں ہے ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ ختم نبوت کھالوں کی فروخت کر کے اس سے اپنے اخراجات پورے کرتی ہے ان اخراجات میں مختلف لٹریچر کی اشاعت و ترویج میں ہفت روزہ رسالہ ختم نبوت و دیگر رسائل و کتب وغیرہ ہیں۔ آپ سے یہ مسئلہ معلوم کرنا ہے کہ ختم نبوت میں کھالیں لینے کا کیا مصرف ہے اور اگر یہ مصرف ہے تو کیا یہ شرعی طور پر جائز ہے؟

ج: آپ نے صحیح نہیں سنا۔ زکوٰۃ، چرم قربانی اور صدقات واجبہ کو ختم نبوت کے ادارے میں شرعی تملیک کے بغیر خرچ نہیں کیا جاتا۔

نماز کے مسائل

عبدالحسیب جان محمد — کراچی

س نمبر ایک: اگر فجر کی پہلی یا دوسری رکعت جماعت سے چلی جائیں تو جب ہم اکیلے پڑھتے ہیں وہ ہم کس طرح پڑھیں۔

ج: جو رکعت امام کے ساتھ نہیں ملی امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس کو اس طرح ادا کریں گویا ہم اپنی نماز شروع کر رہے ہیں پہلی رکعت میں ثنا، تعوذ، بسم اللہ، فاتحہ اور سورۃ پڑھ کر رکوع کریں اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ (مع بسم اللہ) اور سورۃ پڑھ کر رکوع کریں۔

سوال نمبر ۲: اسی طرح ظہر کی پہلی، دوسری، تیسری یا چوتھی رکعت جماعت سے چلی جائیں وہ ہم کس طرح پڑھیں۔

ج: جو طریقہ اوپر لکھا ہے اس کے مطابق پڑھیں۔

ج: جتنی رکعتیں امام کے ساتھ رہ گئی ہیں، وہ اس کی نماز کا ابتدائی حصہ ہے ان کو اس طرح پڑھیں جس طرح پہلی دوسری اور تیسری رکعتوں کو اکیلے پڑھا کرتے ہیں۔ اگر امام کے ساتھ ایک رکعت رہ گئی ہو تو ایک رکعت پڑھ کر پہلا قعدہ کریں اور پھر دو رکعتیں پڑھ کر دوسرا قعدہ کریں تمام نمازوں میں یہی طریقہ ہے

س نمبر ۳: اسی طرح عصر کی پہلی، دوسری، تیسری یا چوتھی رکعت جماعت سے چلی جائیں ہم وہ کس طرح پڑھیں۔

ج: جو طریقہ اوپر لکھا ہے اس کے مطابق پڑھیں۔

س نمبر ۴: اسی طرح مغرب کی پہلی، دوسری یا تیسری رکعت جماعت سے چلی جائیں وہ ہم کس طرح پڑھیں

ج: اوپر لکھ دیا۔

س نمبر ۵: اسی طرح عشاء کی پہلی، دوسری، تیسری یا چوتھی رکعت جماعت سے چلی جائیں وہ ہم کس طرح پڑھیں۔

ج: اوپر لکھ دیا۔

س نمبر ۶: جب ہم ظہر، عصر، مغرب کی ایک رکعت، عشاء کی دو رکعت جس میں امام صاحب خاموش ہوتے ہیں اس میں ہمیں کچھ پڑھنا چاہئے۔ یا ہمیں بھی خاموش رہنا چاہئے۔

ج: امام کے پیچھے مقتدی کسی بھی رکعت میں قرأت نہیں کرے گا۔

سوال نمبر ۹: کیا اگر ہم چار سنت پڑھتے ہیں یا کسی بھی وقت کی تو کیا آخری دو رکعت میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے ہیں اور اسی طرح مغرب کی آخری رکعت جس میں امام صاحب خاموش رہتے ہیں کیا اس میں بھی میں نے نوٹ کیا ہے کہ دو رکعت تو بڑی ہوتی ہیں باقی دو رکعت چھوٹی ہوتی ہیں۔

ج: فرض نماز کی صرف پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ ملانا واجب ہے، اور فرض کے علاوہ باقی تمام نمازوں میں (یعنی وتر، سنت مؤکدہ، سنت غیر مؤکدہ، اور نفل کی) ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد کسی سورۃ کا ملانا واجب ہے۔

س نمبر ۱۰: آخری سوال یہ ہے کہ جمعہ کی تو صرف دو رکعت فرض ہوتی ہیں باقی جو ظہر کی ہوتی ہیں اس کی نیت ہم کس طرح کرتے ہیں کہ (۱) چار سنت نماز جمعہ کی یا نماز ظہر

(۲) چار سنت یا چار فرض نماز جمعہ کی یا نماز ظہر

(۳) دو سنت نماز ظہر کی یا نماز جمعہ کی۔

(۴) دو نفل نماز ظہر کی یا نماز جمعہ کی۔

ج: جمعہ کی چھ سنتیں، سنت جمعہ کی نیت ہی سے پڑھی جاتی ہے اور سنتوں میں مطلق نماز کی نیت کافی ہے فلاں وقت کی سنتیں کہنا ضروری نہیں۔

حج کے دنوں میں قربانی کی رقم بینک میں جمع کرانے والے قربانی کیسے کریں

سائل محمد حاکم طارق ــــــ خانقاہ سراجیہ

س: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں تخمینہ میں آیا ہے کہ امسال دوران حج بیت اللہ کے مبارک موقع پر حجاج کرام نے قربانی کرنے کی بجائے رقم بینک میں جمع کروا دی، جب ان سے دریافت کیا گیا کہ قربانی تو حج کا ایک جزو ہے تو انہوں نے جواب میں کہا کہ جو قربانی ہم قربان گاہ منیٰ میں کرتے ہیں اس کا گوشت ضائع ہو جاتا ہے اس لئے ہم نے قربانی کی رقم بینک میں جمع کرا دی ہے کہ بینک ہماری طرف سے قربانی کرے گا اور قربانی کے گوشت کو محفوظ کر کے جہاں ضرورت ہوگی جیسے افغان کیمپ وغیرہ میں یا کہیں قحط زدہ علاقے میں، وہاں بھیج دیا جائے گا۔ رقم جمع کرانے کے بعد حاجی صاحبان حلق بھی کراتے ہیں۔ علماء سے سننے میں آیا ہے کہ قربانی کرنے سے پہلے اگر حلق کرایا جائے تو دم لازم آتا ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بینک جو ہے وہ قربانی ان دنوں میں کرے یعنی ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ کے بعد میں تو کیا وہ قربانی ادا ہو جائے گی۔

ج: قربانی کے لئے بینک میں رقم جمع کرانے کے بارے میں آپ نے جو اشکال کیا ہے وہ صحیح ہے، جس شخص کے ذمہ حج کی قربانی واجب ہو (یعنی قارن اور متمتع) اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ حلق کرانے سے پہلے قربانی کرے، اور اگر اس نے قربانی سے پہلے حلق کرا لیا تو اس کے ذمہ دم واجب ہوگا۔ بینک میں جو رقم جمع کرائی جاتی ہے جمع کروانے والے کو کچھ علم نہیں کہ اس کی قربانی کب ہوئی اور کب نہیں ہوئی۔ جب اس کو علم ہی نہیں کہ قربانی ہو چکی ہے یا نہیں وہ حلق کیسے کرا سکتا ہے۔ لیکن لوگ رقم جمع کرا کر یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ ان کی قربانی ہو گئی اس لئے بلا تکلف جب چاہتے ہیں حلق کرا لیتے ہیں اور ان لوگوں کے ذمہ دم واجب ہو جاتا ہے پس قارن اور متمتع حضرات کو چاہیے کہ بینک میں رقم جمع نہ کرائیں بلکہ خود منحر جا کر قربانی کر کے آئیں اور اگر بینک میں رقم جمع کرائیں تو ضروری ہے کہ منحر جا کر اپنے سامنے قربانی کرائیں اس کے بعد احرام کھولیں۔

حرمین میں جماعت کیساتھ نماز کا ثواب

محمد رحیم خان ــــــ کراچی

میرے ایک دوست کہتے ہیں کہ مسلمان کہیں بھی نماز ادا کریں تو ایک ہی بات ہے سوائے اس کے کہ گھر پر پڑھنے سے ایک درجہ اور اسی نماز کو اگر مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کرے تو ۲۷ درجہ ثواب ملتا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ اگر اسی نماز کو مسجد نبوی میں ادا کرے تو بہت زیادہ ثواب ملتا ہے اور اگر خانہ کعبہ میں ادا کرے (جماعت کے ساتھ) تو بہت ہی زیادہ ثواب ملتا ہے میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جماعت کے ساتھ تو ستائیس درجہ ثواب ملتا ہے آپ مہربانی کر کے حدیث کی رو سے بتائیں کہ اگر دوسرے علاقہ کی نسبت مسجد نبوی اور خانہ کعبہ میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے تو کتنے درجہ ثواب زیادہ ملے گا۔ ج: حرم مکہ میں نماز کا ثواب ایک لاکھ گنا ہے، مسجد نبوی میں نماز کا ثواب مشہور روایات میں ایک ہزار گنا ہے اور ایک روایت کے مطابق پچاس ہزار۔

س: عصر کا کتنا وقت ہوتا ہے، یعنی اگر مجبوری ہو تو کب تک نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ میرے دوست کہتے ہیں کہ اگر مجبوری ہو تو کسی بھی وقت یعنی اگر اذان مغرب میں دو منٹ بھی باقی ہوں تو بھی نماز پڑھ سکتے ہو خواہ نماز کے دوران اذان مغرب ہی کیوں نہ ہو جائے نماز پوری کرنی چاہیے اور نماز عصر ادا ہو جاتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ عصر کی نماز اگر مجبوری سے جماعت نکل جائے اور پھر وقت مزید گزر جائے تو آخری حد کہاں تک ہے جس کے بعد نماز عصر ادا نہ ہوتی ہو۔

ج: عصر کی نماز میں تاخیر کرنا گناہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منافق کی نماز فرمایا ہے کہ آدمی سورج کے زرد ہونے تک انتظار کرے، اور جب سورج زرد ہو جائے تو چار ٹھونگے لگا لے۔

تاہم مغرب سے پہلے جب بھی نماز عصر کا موقع ملے ضرور پڑھ لینی چاہیے۔

گھر میں نماز کے لئے اقامت کہنا

علی اصغر وارثی

سوال: آدمی فرض نماز جماعت کے ساتھ پڑھتا ہے تو تکبیر کہتا ہے جبکہ گھر میں فرض نماز پڑھے تو فرض کی تکبیر کہے یا نہیں

ج: فرض نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھنی چاہیے گھر میں اکیلے حتی الوسع پڑھنی ہی نہیں چاہیے۔ اگر کبھی گھر پر نماز پڑھنی پڑے تو اس کے لئے بھی اقامت کہنا سنت ہے۔

بقیہ: مفتی محمود صاحب

(ن) آپ کے دروازے غریب عوام کے لئے ہر وقت کھلے رہتے کسی غریب سائل کی درخواست کو بہت اہمیت دیتے اور اس کے مسائل حل کرنے تک بے قرار رہتے اپنے کسی ماتحت حتیٰ کہ معمولی سپاہی کو وزارت اعلیٰ کے حوالے سے پریشان نہیں کرتے

سلسلہ نقشبندیہ میں اپنے والد صاحب سے خلافت حاصل کی اور حضرت مولانا عبد العزیز اور حضرت مولانا عبد القادر رائے پوری نے بھی [illegible] آپ کو خلافت عطا کی آپ ایک [illegible] طرز پر دست فقیہ، عظیم خطیب اور [illegible] تھے آپ سیاسی مصروفیات کے باوجود ترجمان الاسلام کے رئیس التحریر اور سرپرست رہے ہیں کئی بار [illegible] کی سعادت نصیب ہوئی تھی آپ کے بڑے فرزند مولانا فضل الرحمن [illegible] جمعیت علماء اسلام کی قیادت کر رہے ہیں [illegible]

حضرت مولانا مفکرِ اسلام مفتی محمود صاحب نور اللہ مرقدہ

تحریر: امین اللہ بڑیچ، کوئٹہ

"اسلام تو اس یتیم بچے کی سی حیثیت رکھتا ہے کہ اس کی پرورش کے لئے جس کے سامنے ہاتھ پھیلائے اس نے پرورش سے انکار کر دیا۔"

کتنی بدنصیبی کی بات ہے کہ ظالم حکمرانوں نے یتیم بچے کی پرورش کے لئے ہاتھ پھیلانے والے کا دل توڑ کر مایوسی کی ایسی فضا قائم کی کہ حضرت مولانا مفتی محمودؒ کو یہ الفاظ کہنے پڑے۔

حضرت مولانا مفتی محمودؒ ۱۹۱۹ء کو موضع عبدالخیل علاقہ پنیالہ ڈیرہ اسماعیل خان میں مولانا محمد صدیق صاحب نقشبندی کے گھر پیدا ہوئے۔ مقامی اسکول میں میٹرک تک تعلیم حاصل کی جہاں ہر جماعت میں پہلی پوزیشن حاصل کرتے رہے بعد میں اعلیٰ تعلیم کے لئے دیوبند، سہارنپور اور مراد آباد کے مدارس میں ۱۹۴۲ء تک تعلیم مکمل کی۔ مولانا مفتی محمودؒ کا تعلیمی سیاسی اور انقلابی شعور مولانا حسین احمد مدنی، مفتی کفایت اللہ اور مولانا سید فخر الدین جیسے اکابرین کے شرف نیاز سے پروان چڑھا۔

۱۹۴۶ء کے انتخابات میں بحیثیت ایک کارکن زبردست جدوجہد کی۔ ۱۹۴۲ء میں جمعیت علماء ہند کی آل انڈیا کونسل کے رکن اور سرحد کی جمعیت علماء ہند کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر کی حیثیت سے برطانوی سامراج بالخصوص انگریز کے خلاف تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپؒ نے ۱۹۴۵ء تک اپنے گاؤں اور ۱۹۵۰ء تک عیسیٰ خیل ضلع میانوالی میں تدریس کی۔ ۱۹۵۱ء میں آپ مدرسہ قاسم العلوم ملتان بطور مدرس گئے جہاں رفتہ رفتہ صدر مدرس اور شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہو گئے اس عرصہ میں افتاء کی ذمہ داری آپؒ کے سپرد رہی جہاں آپ نے فقہی مہارت کا ثبوت دیتے ہوئے ہزاروں فتوے جاری کئے جن کا مکمل ثبوت موجود ہے۔

آپؒ دیگر علماء دیوبند کی طرح تقسیم ہند کے حامی نہیں تھے تاہم انہوں نے جنگ آزادی لڑ کر قیام پاکستان کا راستہ ہموار کیا جمعیت علماء ہند کا موقف یہ تھا کہ ہندوستان تقسیم نہ ہو اور اس کے تمام صوبوں کو مکمل صوبائی خود مختاری حاصل رہے مرکز کے پاس صرف تین محکمے ہونے چاہئیں اس وقت ہندوستان کے تیرہ صوبے تھے چھ صوبوں بنگال، پنجاب، آسام، سرحد، سندھ اور بلوچستان میں مسلمانوں کی اکثریت کی بناء پر مسلم حکومت بنتی تھی جبکہ مرکز میں ۴۵ فیصد نمائندگی مسلمانوں کی ۴۵ فیصد ہندوؤں کی اور ۱۰ فیصد نمائندگی اقلیتوں کو حاصل ہوتی تھی لیکن مسلمانوں کی اکثریت نے بجائے اس کے مسلم لیگ کے فارمولے کو تسلیم کر لیا جسے جمعیت علماء ہند نے بخوشی تسلیم کر کے حکومت پاکستان کی ترقی خوشحالی اور نفاذ اسلام کے لئے اپنی خدمات پیش کیں اس وقت علامہ شبیر احمد عثمانی کا واضح ارشاد تھا کہ

"ہم میں پاکستان بنانے پر اختلاف رائے تھا۔ جب پاکستان نہیں تھا تو پاکستان بنانے یا نہ بنانے کا اختلاف رائے کا اختلاف تھا اب جب پاکستان بن گیا تو ہم سب پاکستان کے وفادار ہیں اور ہر طرح کہ اس کی ترقی کے لئے کوشاں ہیں۔"

لیکن حکمرانوں کو اس تسلی پر یقین نہیں آیا ان علماء کا جینا دوبھر کر دیا چوبیس گھنٹے سخت نگرانی کی جاتی تھی اور جمعیت علمائے اسلام جس کی داغ بیل علامہ شبیر احمد عثمانی نے ۱۹۴۹ء میں ڈالی تھی کے رہنماؤں پر سخت پابندیاں عائد کی گئیں جس کی وجہ سے جمعیت علمائے اسلام سات سال تک منظم نہ ہو سکی۔

دسمبر ۱۹۵۵ء میں جمعیت کا ایک کنونشن ملتان میں طلب کیا گیا جس میں سارے پاکستان کے علماء اکٹھے ہوئے اور جمعیت کی از سر نو تنظیم کی۔ مولانا احمد علی لاہوری کو صدر اور مولانا احتشام الحق تھانوی کو جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا لیکن اس کے دو ماہ بعد فروری ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت شروع ہوئی تو اسلام کے نام پر بننے والی حکومت نے تحریک میں شامل علماء کو مفتی محمود سمیت جیلوں میں ٹھونس دیا مفتی محمودؒ ایک سال بعد جب جیل سے رہا ہوئے تو مولانا احتشام الحق صاحب ختم نبوت تحریک کی مخالفت کی بناء پر علیحدہ ہو گئے۔ ۱۹۵۴ء میں مفتی محمود جمعیت کے صدر رہے لیکن بیماری اور معذوری کی وجہ سے تنظیم کو چلا نہ سکے۔ اکتوبر ۱۹۵۶ء میں جب دوبارہ کنونشن ہوا تو مولانا احمد علی لاہوری کو دوبارہ صدر منتخب کیا گیا اور مولانا غلام غوث ہزاروی جنرل سیکرٹری چنے گئے مولانا غلام غوث ہزاروی کی پرجوش سرگرمیوں کی بدولت مغربی پاکستان میں جمعیت کے دو ہزار مدرسے اور اتنی ہی شاخیں قائم ہوئیں

۱۹۵۸ء میں جمعیت نے جماعتی بنیادوں پر انتخابات کے لئے تیاری شروع کی تھی کہ سکندر مرزا نے مارشل لاء نافذ کر دیا اور ایوب خان نے اقتدار سنبھال لیا جنہوں نے مارشل لاء ریگولیشن کے ذریعے عائلی قوانین نافذ کر کے مداخلت فی الدین کی قبیح کوشش کی جس کے خلاف مفتی محمود سمیت تمام علماء کرام نے حکومت کے خلاف آواز بلند کی اسی دوران کسی بھی سیاستدان کے لئے مشکل تھا کہ وہ ایوب خان پر نکتہ چینی کرے بلکہ سیاستدانوں کا ایک بڑا گروہ ایوب خان کی ہاں میں ہاں ملانے والا بن گیا لیکن مفتی محمود نے صدر ایوب خان سے ملاقات کے دوران اپنے جذبات کے اظہار میں سخت الفاظ استعمال کئے۔ سابق وزیر قانون شیخ خورشید احمد نے ایک محفل میں مفتی محمود کی جرأت مندی کا واقعہ سناتے ہوئے کہا کہ ایک موقع پر مولانا مفتی محمود نے ایوب خان سے دو ٹوک الفاظ میں کہا کہ۔

"صدر صاحب آپ اسلام کے فروغ کے لئے کیا کچھ کر رہے ہیں اگر آپ اپنے دور میں اسلام کی کوئی خدمت کریں گے تو اس کو آنے والے لوگ یاد کریں گے لیکن آپ صرف اقتدار کو طول دینے کے لئے مذہب استعمال کر رہے ہیں۔"

ایوب خان مفتی صاحب کا منہ دیکھتے رہ گئے شیخ خورشید نے کہا کہ بعد میں ایوب خان کے یہ الفاظ تھے۔

"کہ میری بات یاد رکھیں مولانا پاکستان کے معاملات میں اہم رول انجام دیں گے مجھے ایسا نظر آ رہا ہے کہ عوام ان کی قدر کریں گے کیونکہ ان کی گفتگو میں بے باکی نظر آ رہی ہے۔"

اسی دوران مولانا احمد علی لاہوری انتقال کر گئے اور حضرت مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہ امیر منتخب ہوئے۔

مولانا مفتی محمود نے وفاق المدارس العربیہ کے نام سے ایک یونین بنائی اور آخر تک اس کے جنرل سیکرٹری رہے اس وقت مغربی پاکستان کے دو سو کے قریب مدارس اس یونین میں شامل تھے اور اس وفاق کا فارغ التحصیل بورڈ کی طرف سے ایم اے کی سند

رکھا ہے

۱۹۶۲ء میں ایوبی آئین کے تحت قومی اسمبلی کے انتخابات میں مولانا مفتی محمود نے انفرادی حیثیت میں حصہ لیا اور اپنے مقابل تمام امیدواروں کی ضمانت ضبط کروائی مفتی صاحب نے اسمبلی میں حزب مخالف کا مشکل ترین کام سرانجام دیا قومی اسمبلی میں حکمرانوں کے ناک میں دم کرنے کی وجہ سے ۱۹۶۵ء کے انتخابات میں مفتی محمود کو ناکام کرنے کے لیے متعلقہ حکام کو خاص ہدایات ملیں حلقے کے بی ڈی ممبران کو تھانوں میں طلب کر کے خوفزدہ کیا جاتا اور مفتی محمود کی کامیابی کی صورت میں مذکورہ ممبران کو برطرف کرنے کی دھمکیاں دی جاتیں جس کی وجہ سے مفتی محمود ہار گئے

مفتی محمود فرمایا کرتے تھے کہ ایوب حکومت ہمیں دبانے میں ناکام ہوئی کیونکہ نہ ہم تجارت کیا کرتے تھے کہ جسے نقصان پہنچایا جا سکتا نہ ہم پرمٹوں کے مالک تھے جن کی تنسیخ کا خطرہ ہوتا نہ ہم حکومت سے ٹھیکے حاصل کرتے تھے جن کے کھو دینے کا خطرہ ہوتا لے دے کے گاؤں میں ایک کچا مکان تھا جواب بھی ہے حکومت اسے چھیننا چاہتی تو ہم یوں بھی اسے خوشی سے دے سکتے تھے ہماری گزر بسر کے لیے وہ قلیل سی تنخواہ کافی تھی جو مدرسوں سے ملتی تھی۔

۱۹۶۸ء کو جمعیت کے دوبارہ انتخابات ہوئے تو حضرت مولانا عبداللہ درخواستی امیر اور حضرت مولانا مفتی محمودؒ ناظم عمومی مغربی پاکستان منتخب ہوئے۔

۳، ۴، ۵ مئی ۱۹۶۸ء کو لاہور میں کل پاکستان جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان تاریخی کانفرنس منعقد ہوئی کانفرنس کے آخری روز ان گنت علماء کرام نے ایک جلوس بھی نکالا جس میں ایوب حکومت کے مخالف اسلام اور عوام کش اقدامات کے خلاف احتجاج کیا گیا اور کانفرنس کے پلیٹ فارم سے حکومت کو کھلا چیلنج دے دیا گیا "جنگ" کراچی نے لکھا کہ برصغیر میں علماء کرام کا اتنا بڑا جلوس نہیں نکلا۔

یہ انقلابی تبدیلیاں مختلف مراحل سے گزر کر ایوب حکومت کے خاتمہ پر منتج ہوئی اور اقتدار یحییٰ کے حوالے کیا جس نے اسلام اور عوامی مسائل پر مسلمان عوام کے مطالبات کے مطابق آئندہ پالیسی بنانے کا اعلان کیا اور ۷ دسمبر ۱۹۷۰ء میں عام انتخابات منعقد کروائے جن میں جمعیت علماء اسلام نے حصہ لے کر مغربی پاکستان میں دوسری پوزیشن حاصل کی اسی دوران یحییٰ کی ہوس اقتدار کا نتیجہ سقوط ڈھاکہ کی صورت میں نکلا جس کی مفتی محمود نے بہت مخالفت کی اور بھٹو پاکستان کے وزیراعظم منتخب ہوئے سرحد اور بلوچستان میں جمعیت اور نیشنل عوامی پارٹی کی اکثریت تھی بلوچستان کے وزیراعلیٰ عطاء اللہ مینگل اور سرحد کے مفتی محمود منتخب ہوئے۔

مفتی محمود نے وزیراعلیٰ بنتے ہی شراب پر پابندی، صوبہ کی سرکاری زبان اردو، جمعۃ المبارک کی تعطیل (اتوار کی بجائے جمعہ) نماز کی پابندی، عورتوں کے پردے کو لازمی قرار دے کر جمعیت کے منشور کو عملی شکل دے دی، مرکزی حکومت نے ان دونوں صوبوں کے خلاف منصوبے بنانے شروع کئے بلوچستان کی اسمبلی توڑ کر بلوچستان اور سرحد کے گورنروں کو ہٹا دیا گیا جس پر مفتی محمود نے احتجاج کرتے ہوئے وزارت اعلیٰ سے استعفیٰ دے دیا جس کی پاکستان کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ وفاقی حکومت نے مولانا مفتی محمود کا استعفیٰ ایک ہفتہ تک منظور نہیں کیا اور استعفیٰ واپس لینے پر زور دیا گیا لیکن مفتی محمود نے اصولوں کی خاطر اقتدار کو ٹھکرا کر دیگر پارٹیوں سے رابطہ کر کے ۱۹۷۳ء میں متحدہ جمہوری محاذ بنا لیا۔

۱۹۷۴ء میں ختم نبوت کی تحریک چلائی گئی جس میں جمعیت کے رہنماؤں اور کارکنوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ناموس رسالتؐ کی خاطر جیلوں کو بھر دیا بالآخر یہ قربانیاں رنگ لائیں اور قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

اسی دوران اپوزیشن جماعتوں نے قائد جمعیت حضرت مولانا مفتی محمودؒ کو متفقہ طور پر پارلیمانی قائد منتخب کر لیا ۱۹۷۷ء میں انتخابات کے لیے متحدہ جمہوری محاذ کی قیادت مفتی محمودؒ کو سونپی گئی جسے پاکستان قومی اتحاد کا نام دے کر وسیع کیا گیا انتخابات میں ہونے والی دھاندلیوں کے ردعمل میں قومی اتحاد نے مفتی محمود کی قیادت میں تحریک نظام مصطفےٰ چلائی بالآخر بھٹو مرحوم کو مذاکرات کرنے پڑے ابھی مذاکرات کامیابی کے قریب تھے کہ بعض سیاستدانوں کی ملی بھگت سے ضیاء الحق مرحوم نے اسلام کے نام پر اقتدار سنبھال کر مارشل لاء نافذ کر دیا اور نوے دن میں انتخابات کرانے کا اعلان کر دیا لیکن بجائے انتخابات کرانے کے اخبارات اور سیاسی پارٹیوں پر سخت پابندیاں عائد کر دیں۔

ستمبر ۱۹۷۹ء میں جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس عمومی (جو سب سے زیادہ بااختیار پالیسی ساز ادارہ ہے) نے مفتی محمود کو اختیار دیا کہ وہ ملک اور قوم کے بہترین مفاد میں پیپلزپارٹی سمیت سیاسی پارٹیوں کا وسیع تر اتحاد تشکیل دیں جس کے نتیجے میں مفتی محمود نے تحریک بحالی جمہوریت کے نام سے ایک اتحاد قائم کیا اتحاد کے ڈیکلریشن پر دستخط ہونے سے قبل ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو جامعہ اسلامیہ محمودیہ ٹاؤن کراچی میں ایک بجے دن حضرت مولانا مفتی محمود اپنے خالق حقیقی سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ تیرے در کی دربانی کرے

آج مفتی محمود کی جدائی کو دس برس بیت گئے لیکن اپنے عقیدتمندوں کے ذہنوں سے ایک لمحے کے لیے دور نہیں گئے آپؒ جس سے ملتے اس کے دل میں اپنے نقوش چھوڑ جاتے آپؒ ہمت و استقلال کے پہاڑ تھے آپؒ سیاسی میدان میں قدآور شخصیت تھے فکر و تقویٰ، عجز و انکساری میں بھی آپؒ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ کوئی بھی شخص چاہے مخالفین میں سے کیوں نہ ہو آپ کے رعب و دبدبے اور بے باکی سے مرعوب ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا شریعت کے بارے میں کسی کوتاہی کو معاف نہیں کرتے اور اس معاملے میں بات چیت کرتے وقت کسی قسم کی لچک نہیں رکھتے تھے۔ اسلام کا صرف نام استعمال کرنے والے لیڈروں کی کھل کر مخالفت کرتے امریکی مفادات کے لیے کام کرنے والی پارٹیوں کی پالیسی کو کبھی تسلیم نہ کیا اور عوام کو ان کی سازشوں سے باخبر رکھنا اپنا فرض سمجھا کمیونزم و سوشلزم کے بارے میں آپ کا نقطہ نظر یہ تھا کہ اگر علماء عوام کو اسلامی معاشیات کے بارے میں بتا کر اپنی ذمہ داریاں پوری کریں تو کوئی بھی اس لعنت کا نام تک لینا پسند نہیں کرے گا۔ آپ اپنے کسی مخالف کی ذات پر حملہ نہیں کرتے اسلامی مشن میں رکاوٹ ڈالنے والوں کا سدباب کرنے کے لیے فکر فاروقی رکھتے تھے مذہب اور سیاست کو الگ الگ بتانے والوں کے عزائم خاک میں ملا دیئے۔

آپ نے اسی جدید دور میں وزارت اعلیٰ کے دوران حسب معمول انتہائی سادگی اختیار کر کے خلافت راشدہ کی یاد تازہ کرا

باقی ص ۲۹ پر

تو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے

از : محمد بدیع الزمان ریٹائرڈ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہارون نگر پھلواری شریف بھارت

اس مضمون کا عنوان "بانگ درا" میں اقبال کی نظم "شمع و شاعر" کے درج ذیل شعر کا ایک مصرعہ ہے۔

بے خبر! تو جوہر آئینہ ایام ہے
تو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے

اس شعر کے دوسرے مصرعہ میں اقبال نے بلاواسطہ درج ذیل قرآنی آیات کی طرف مسلمانوں کا ذہن مبذول کرایا ہے اور اگر اس مصرعہ کو ان آیات کی تلمیح کہی جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

"اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو (کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ) جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لئے میدان میں لایا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔" (سورہ آل عمران ۳، رکوع ۱۲)

"اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے، اس نے تمہیں اپنے کام کے لئے چن لیا ہے اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی قائم ہو جاؤ اپنے باپ ابراہیمؑ کی ملت پر، اللہ نے تمہارا نام پہلے بھی "مسلم" رکھا تھا اور اس (قرآن) میں بھی (تمہارا نام) یہی ہے، تاکہ رسول تم پر گواہ ہو، اور تم لوگوں پر گواہ۔ پس نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، اور اللہ سے وابستہ ہو جاؤ، وہ تمہارا مولا ہے، بہت ہی اچھا ہے وہ مولا اور بہت ہی اچھا وہ مددگار ہے۔"

(سورہ الحج ۲۲، آیت ۷۸)

ان آیات میں خدا تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کو یہ بتایا ہے کہ دنیا کی امامت و رہنمائی کے جس منصب سے بنی اسرائیل نااہلی کے باعث معزول کئے جا چکے ہیں اس پر اب تم مامور کئے جا چکے ہو، اس لئے کہ اخلاق و اعمال کے لحاظ سے اب تم دنیا میں سب سے بہتر انسانی گروہ بن گئے ہو، تم میں وہ صفات پیدا ہو گئی ہیں جو امامت عادلہ کے لئے ضروری ہیں یعنی نیکی کو قائم کرنے اور بدی کو مٹا دینے کا جذبہ و عمل اور اللہ وحدہٗ لاشریک کو اعتقاداً و عملاً اپنا الٰہ اور رب تسلیم کرنا لہٰذا اب یہ کام تمہارے سپرد کیا گیا ہے اور تمہیں لازم ہے کہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو اور ان غلطیوں سے بچو جو تمہارے پیش رو کر چکے ہیں۔

زیر غور شعر کے پہلے مصرعہ میں اسی امامت کی مناسبت سے اقبال نے اس امت محمدیہ کو "جوہر آئینہ ایام" کا نام دیا ہے اور یہاں بھی بلاواسطہ درج ذیل آیت کی طرف مسلمانوں کا دھیان مبذول کرایا ہے۔

"اور اسی طرح تو ہم نے تم مسلمانوں کو ایک امت وسط" (امۃ وسطا) بنایا ہے تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔"

(سورۃ البقرہ ۲، رکوع ۱۷)

بے جا نہ ہوگا اگر یہ کہا جائے کہ اقبال نے اس امت کے "امت وسط" کے لقب سے نوازے جانے ہی کیلئے شعر کے پہلے مصرعہ میں "جوہر آئینہ ایام" کا استعارہ استعمال کیا ہے "امت وسط" کا لفظ بہت وسیع معنویت اپنے اندر رکھتا ہے اس سے مراد ایک ایسا اعلیٰ و اشرف گروہ ہے جو عدل و انصاف اور توسط کی روش پر قائم ہو، جو دنیا کی قوموں کے درمیان صدر کی حیثیت رکھتا ہو جس کا تعلق سب کے ساتھ یکساں حق اور راستی کا تعلق ہو اور ناحق و ناروا تعلق کسی سے نہ ہو۔

اب ان ساری آیات کو اگر ہم درج ذیل آیات کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کریں تو اقبال کا تجزیہ پورا شعر گرفت میں آجاتا ہے، اور یہ بھی ذہن نشین ہو جاتا ہے کہ اس امت کو "جوہر آئینہ ایام" بنا کر مسلمانوں پر خدا نے کتنی بڑی ذمہ داری سونپی ہے جس سے اسے عہدہ برآ ہونا ہے۔

"اللہ ان کی ضرور مدد کرے گا جو اس کی مدد کریں گے۔ اللہ بڑا طاقتور اور زبردست ہے، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے، اور تمام معاملات کا انجام کار اللہ کے ہاتھ میں ہے۔"

(سورہ الحج ۲۲، رکوع ر۶)

ان ساری آیات کے تجزیئے سے ہمارے سامنے اب یہ سوال آتا ہے کہ آخر خدا کا منشا اس امت کو "خیر امت" کے لقب سے نوازے جانے کا کیا ہے۔

اس سلسلہ میں یہ بات ذہن نشین ہونی چاہئے کہ کسی شخص یا گروہ کا اس دنیا میں خدا کی طرف سے گواہی کے منصب پر مامور ہونا ہی درحقیقت اس کا امامت اور پیشوائی کے مقام پر سرفراز کیا جانا ہے، اس میں جہاں فضیلت اور سرفرازی ہے وہیں ذمہ داری کا بھی بہت بڑا بار ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح رسول اللہﷺ اس امت کے لئے خدا ترسی، راست روی اور عدالت اور حق پرستی کی زندہ شہادت بنے اسی طرح اس امت کو بھی تمام دنیا کے لئے زندہ شہادت بننا چاہئے۔ پھر اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ جس طرح خدا کی ہدایت ہم تک پہنچانے کے لئے رسول اللہﷺ کی ذمہ داری بڑی سخت تھی اسی طرح اس امت کو دنیا کے عام انسانوں تک اس ہدایت کو پہنچانے کی نہایت سخت ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

چونکہ قرآن خدا کا آخری پیغام ہے اور رسول اللہﷺ اس کے آخری پیغمبر ہیں، اس لئے اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے سلسلہ میں یہ بھی ارشاد فرمایا گیا کہ

"تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہونے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں، جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔"

(سورہ آل عمران ۳۔ آیت ۱۰۴)

اقبال نے اس امت کے حوالے سے اپنی نظم "شمع و شاعر" کے درج ذیل اشعار میں استفہامیہ انداز میں اظہار تاسف کیا ہے کہ ایسے لوگ جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تعلیم اور رشد و ہدایت کی تلقین کیا کرتے تھے اب ناپید ہو گئے ہیں، نتیجتاً یہ امت وہ فرض انجام نہیں دے سکی ہے جو اس پر عائد کیا گیا ہے۔ اسے کہتے ہیں۔

ڑتی پھرتی تھیں ہزاروں بلبلیں گلزار میں
دل میں کیا آئی کہ پابستہ نشیمن ہو گئیں

وسعت گردوں میں تھی ان کی تڑپ نظارہ سوز
بجلیاں آسودۂ دامان خرمن ہو گئیں

دیدۂ خونبار ہو منت کش گلزار کیوں!
اشک پیہم سے نگاہیں گل بدامن ہو گئیں۔

اقبال نے یہ کہہ کر کہ "تو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے" مسلمانوں کو یہ حقیقت ذہن نشین کرانے کی کوشش کی ہے کہ خدا نے رسول اللہؐ کی بعثت اور آپؐ کے ذریعہ قرآن نازل کر کے راہ راست پر لانے کے لئے جو بہتر سے بہتر طریقہ ممکن تھا وہ استعمال کیا جو نہایت دل نشین طریقے سے انسان کو اپنی حقیقت بھی بتاتا ہے علاوہ ازیں رسول اللہؐ اور آپؐ کے اصحابؓ کی زندگیاں ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہیں جنہیں دیکھ کر ہم جان سکتے ہیں کہ اس کتاب کی رہنمائی میں کیسے انسان تیار ہوتے ہیں۔ دین اسلام کی حیثیت محض سفارش اور وعظ و نصیحت کی نہیں ہے بلکہ یہ بندوں کے لئے ان کے مالک کا واجب الاطاعت قانون ہے جس کی پیروی نہ کرنے کے معنی بغاوت کے ہیں۔ اور جو شخص اس کی پیروی نہیں کرتا وہ درحقیقت اللہ کی سیادت و حاکمیت اور اپنی بندگی کا انکار کرتا ہے۔

اقبال مسلمانوں کو "خدا کا آخری پیغام" اور اس امت کو "جوہر آئینہ ایام" کہہ کر اس امت مسلمہ کو ذہن نشین کراتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر کسی کی کوئی خوش قسمتی نہیں ہو سکتی کہ تمام انسانوں میں سے اس کو اللہ اپنی کتاب نازل کرنے کے لئے منتخب کرے اور کسی قوم کے حق میں بھی اس سے بڑی خوش قسمتی کا تصور نہیں کیا جا سکتا کہ دنیا کی دوسری سب قوموں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ اس کے ہاں اپنا نبی پیدا کرے اور اس کی زبان میں اپنی کتاب نازل کرے اور اسے دنیا میں پیغام خداوندی کے حامل بن کر اٹھنے کا موقع دے۔ اقبال ان سارے حقیقتوں کے پیش نظر ہی مسلمانوں کو شعر کے پہلے مصرعہ میں "بے خبر" کہہ کر اس قرآنی حقیقت کی یاد دلاتے ہیں جو سورۃ الزخرف ۴۳ کی درج ذیل آیت ۴۴ میں بیان فرمائی گئی ہے

"حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب (قرآن) تمہارے لئے
اور تمہاری قوم کے لئے ایک بہت بڑا شرف ہے
اور عنقریب تم لوگوں کو اس کی جوابدہی کرنی ہوگی"

اقبال کے زیر تجزیہ شعر کو نظم "شمع و شاعر" کے درج ذیل شعر کے ساتھ بھی پڑھا جا سکتا ہے جس میں انہوں نے اس عظیم وراثت کی طرف مسلمانوں کا ذہن منتقل کرایا ہے کہ

سینہ ہے تیرا امیں اس کے پیام ناز کا
جو نظام دہر میں پیدا بھی ہے پنہاں بھی ہے۔

اس امانت کا ذکر سورۃ فاطر ۳۵ کی آیت ۳۲ میں ان الفاظ میں وارد ہوا ہے۔

"پھر ہم نے اس کتاب کا وارث بنا دیا ان لوگوں کو جنہیں ہم نے (اس وراثت کے لئے) اپنے بندوں میں سے چن لیا۔ اب کوئی تو ان میں سے اپنے نفس پہ ظلم کرنے والا ہے۔ اور کوئی بیچ کی راس ہے اور کوئی اللہ کے اذن سے نیکیوں میں سبقت کرنے والا ہے یہی بہت بڑا فضل ہے"

اس آیت میں "بندوں میں سے چن لیا" سے مراد مسلمان ہیں جو پوری نوع انسانی سے چھانٹ کر نکالے گئے ہیں تاکہ وہ کتاب اللہ کے وارث ہوں اور رسول اللہؐ کے بعد اسے لے کر اٹھیں اگرچہ کتاب پیش کی گئی ہے سارے انسانوں کے سامنے مگر جنہوں نے آگے بڑھ کر اسے قبول کر لیا وہی اس

باقی صفحہ ۲۶ پر

رئیس قادیان

۲ جلد (یکجا)

تالیف

مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری رحمہ اللہ

و — عمدہ کتابت۔ بہترین طباعت۔ کاغذ سفید عمدہ۔
و — صفحات جلد اول ۲۱۰ ۔ جلد ثانی صفحات ۲۲۵ کل صفحات ۴۳۵
و — رنگین مونوٹائیٹل۔ سلائی جز بندی۔ کرومو کارڈ کی جلد۔
و — مصنف نے قادیانیت کے بانی کی لن ترانیوں کا طلسم توڑا ہے۔
و — اس کتاب میں مرزا قادیانی کی دکان آرائی کے صحیح واقعات منظر عام پر آ گئے ہیں۔
و — ابواب کی ترتیب میں عموماً واقعات کی ترتیب کے وقوع کا لحاظ رکھا ہے۔
و — جلد اول کے ۷۹ ابواب اور جلد ثانی کے ۹۹ ابواب ہیں۔
و — مرزا قادیانی کے لڑکپن، بھولپن، جوانی، حیوانی، بڑھاپا، سیاپا کے تمام زشت واقعات درج ہیں
و — مرزا قادیانی کی پیدائش سے وفات تک کے تمام واقعات ایسے دلنشین انداز میں بیان کئے ہیں کہ پڑھنے سے واقعات کی فلم آنکھوں کے سامنے گھومنے لگتی ہے۔ کتاب اردو ادب کا مرقع ہے۔
و — ہر دو جلد یکجا۔ لاگت قیمت /۶۰ روپے صرف ڈاک خرچ /۱۰ روپے کل /۷۰ روپے منی آرڈر آنے پر رجسٹرڈ ڈاک سے ارسال کی جائے گی۔

نوٹ: پیشگی قیمت آنا ضروری ہے۔ وی۔پی ہرگز نہ ہوگی!

ملنے کا پتہ: دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ملتان پاکستان

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا

تحریر: جناب کے. ایم سلیم صاحب راولپنڈی

مرزا طاہر پوتا اور مرزا قادیانی دادا کے نظریات میں دلچسپ تضاد

مرزا طاہر احمد (پوتا) کہتے ہیں۔

"ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ مرزا غلام احمد خدا تھے۔"

اور مرزا غلام احمد (دادا) کہتے ہیں۔

الف: "میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔" (کتاب البریہ ص ۱۰۳)

(روحانی خزائن جلد ۱۳، ص ۱۰۳)

ب: "الوہیت میری رگوں اور پٹھوں میں سرایت کر گئی۔"

(کتاب البریہ ص ۱۰۴)۔ (خزائن ۱۳، ص ۱۰۴)

ج: "میں نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔"

(کتاب البریہ ص: ۱۰۵)۔ (خزائن ۱۳، ص ۱۰۴)

د: "ظہورك ظہوری"

"تیرا ظہور میرا ظہور ہے۔"

مرزا غلام احمد کا الہام مندرجہ کتاب تذکرہ ص ۱۰۷

(۲)

مرزا طاہر (پوتا) کہتا ہے

"ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ مرزا غلام احمد خدا کے بیٹے تھے"

مرزا غلام احمد (دادا) کہتا ہے:

الف: "خدا تعالیٰ نے مجھے کہا (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی سے)

(اسمع یا ولدی) اے میرے بیٹے سن۔"

(کتاب البشریٰ ص ۴۹، مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد)

ب: "خدا نے مجھ سے (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی سے) کہا!

انت منی بمنزلۃ ولدی

ترجمہ: "تو میرے فرزند کی مانند ہے۔"

(کتاب حقیقۃ الوحی ص ۸۶، (خزائن ۲۲، ۸۸)

ج: "انت من مائنا"

ترجمہ: "تو (یعنی اے مرزا غلام احمد) ہمارے پانی میں سے ہے۔"

(کتاب انجام آتھم ص ۵۵، مصنف غلام احمد قادیانی)

(خزائن ۱۱، ص ۵۵)

(۳)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں:

"ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ مرزا غلام احمد خدا کا باپ تھا"

مرزا غلام احمد (دادا) کہتا ہے

الف: انت منی و انا منك

ترجمہ: تو (یعنی مرزا غلام احمد) مجھ سے (یعنی خدا سے) اور میں (یعنی خدا) تجھ سے (یعنی غلام احمد سے) ہوں۔

(مرزائی وحی مقدس تذکرہ ص ۷۰۰)

ب: "میں نے (یعنی خدا نے) تجھ سے (یعنی مرزا غلام احمد سے) ایک خرید و فروخت کی ہے یعنی ایک چیز میری تھی (یعنی خدا کی تھی) جس کا تو (یعنی مرزا غلام احمد) مالک بنایا گیا اور ایک چیز تیری تھی (یعنی مرزا غلام احمد کی) جس کا میں (یعنی خدا) مالک بن گیا۔ تو بھی اس خرید و فروخت کا اقرار کر اور کہہ دے کہ خدا نے مجھ سے خرید و فروخت کی تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ اولاد تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔"

(دافع البلاء ص ۸، مرزا غلام احمد قادیانی)

(خزائن ۱۸-۲۲۸)

ج: "حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے ایک موقع پر اپنی یہ حالت ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت اس طرح آپ پر طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا (نعوذ باللہ یعنی خدا نے وہ کام کیا جو مرد اپنی عورت کے ساتھ کرتا ہے۔ نعوذ باللہ)

"رسالہ اسلامی قربانی" ص ۱۲، مصنف قاضی یار محمد قادیانی

(مطبوعہ ریاض الہند پریس امرتسر)

د: "مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔"

(کشتی نوح ص ۴۷، مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

(خزائن ۱۹-۵۰)

ھ: "میری کتاب اربعین نمبر ۴، ص ۱۹ میں بابو الٰہی بخش کی بہ نسبت یہ الہام ہے یعنی "بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھائے گا جو متواتر ہوں گے تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال کے ہے۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۴۳، مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

(خزائن ۲۲، ۵۸۱)

نوٹ: نعوذ باللہ اپنے بیٹوں کو اللہ کے بیٹوں کی شکل بنا دیا۔

(۴)

مرزا طاہر (پوتا) کہتا ہے۔

"ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ مرزا غلام احمد تمام انبیاء علیہم السلام سے بشمول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم افضل اور برتر ہے

مرزا غلام احمد (دادا) کہتا ہے۔

الف: "اگرچہ دنیا میں بہت سے نبی تھے مگر میں معرفت میں کسی سے کم نہیں ہوں۔

نزول المسیح ص ۱۰۱۔ مصنف مرزا غلام احمد

(روحانی خزائن ۱۸۔ ۴۷۷)

ب ”ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔“

(دافع البلاء ص ۲۰، روحانی خزائن ۱۸۔ ۲۴۰)

ج ”اس کے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) لئے صرف چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا۔ اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا کیا تو انکار کرے گا۔“

کتاب اعجاز احمدی ص ۷۱۔ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی

(روحانی خزائن ۱۹۔ ۱۸۳)

د ”اس نے (یعنی خدا نے) اس قدر میرے معجزات کا دریا رواں کر دیا کہ تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے۔“

کتاب تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۶۔ مصنف مرزا غلام قادیانی (روحانی خزائن ۲۲۔ ۵۷۵)

ھ ”خدا نے اس کثرت سے میرے نشان کھولے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔“

کتاب تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۷۔ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی (روحانی خزائن ۲۲۔ ۵۷۵)

و ”اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے۔“

کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷۶۔ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی (روحانی خزائن ۲۱۔ ۹۹)

ز ”اگر مسیح ابن مریم میرے زمانے میں زندہ ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا۔“

(کتاب حقیقۃ الوحی ص ۱۵۵۔ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

کشتی نوح ص ۵۶ (خزائن ۱۹۔ ۶۰)

ح ”تین ہزار معجزات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے ہیں۔“

کتاب تحفہ گولڑویہ ص ۴۰ (خزائن ۱۷۔ ۱۵۳)

ط ”میری تائید میں اس (خدا) نے وہ نشانات دکھلائے ہیں کہ ۔۔۔۔۔۔۔ اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔“

کتاب حقیقۃ الوحی ص ۶۷۔ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی

(روحانی خزائن ۲۲۔ ۷۰)

ی ”مجھے الہام ہوا کہ آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔“

کتاب حقیقۃ الوحی ص ۸۹۔ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی

(روحانی خزائن ۲۲۔ ۹۲)

ک ”آتانی ما لم یؤت احد من العالمین“

ترجمہ: ”مجھ کو وہ چیز دی گئی جو دونوں جہانوں میں کسی کو نہیں دی گئی۔“

کتاب الاستفتاء تتمہ حقیقت الوحی ص ۸۷ (خزائن ۲۲۔ ۷۱۰)

ل ”قادیانی شاعر اکمل نے مرزا غلام احمد کی موجودگی میں یہ قصیدہ پڑھا۔

”محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں“

(اخبار بدر قادیان ص ۱۴، بتاریخ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

(۵)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں۔

”ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ مرزا غلام احمد کی وحی کے مقابلہ میں حدیث محمد صلی اللہ کوئی شے نہیں ہے۔“

مرزا غلام احمد (دادا) کہتے ہیں۔

الف: ”میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے دعویٰ کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن ہے اور وہ وحی ہے جو میرے اوپر نازل ہوئی، ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔“

(کتاب اعجاز احمدی ص ۳۰۔ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

(روحانی خزائن ۱۹۔ ۱۴۰)

شاعر ختم نبوت
سید محمد امین گیلانی

ہر چہ گویم حق گویم

- آفسٹ کتابت۔ عمدہ طباعت۔ صفحات ۶۵۔ کاغذ گلیز۔
- سید محمد امین گیلانی نے عقیدہ ختم نبوت کی تائید اور قادیانیت کی تردید میں زندگی بھر جو نظمیں لکھی ہیں۔ سب کو یکجا اس کتاب میں شائع کر دیا گیا ہے۔
- ہر نظم کے شروع میں حدیث شریف انا خاتم النبیین لا نبی بعدی کا مونوگرام دیا گیا ہے
- ۵۳ء، ۷۴ء، ۸۴ء کی تحریکہائے ختم نبوت کی ایمان پرور نظموں کو پڑھ کر آپ جھوم اٹھیں گے۔
- ان نظموں کو پڑھتے وقت مرزائیت پھڑپھڑاتی نظر آئے گی۔ تو حکمران مبہوت نظر آئیں گے
- سید امین گیلانی کی شاعری پر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی معیت کے گہرے اثرات آپ محسوس کریں گے۔
- اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات خصوصاً جلسوں اور کانفرنسوں میں پڑھنے والوں کے لئے یہ نادر تحفہ ہے۔
- ان تمام خوبیوں کے باوجود قیمت مع ڈاک خرچ ۱۰/- روپے

نوٹ: قیمت پیشگی روانہ فرمائیں۔ وی پی ہرگز نہ ہوگی۔

پتہ: دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان پاکستان

ب: "اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت منکشف نہ ہوئی اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی اور دابۃ الارض کی ماہیت ظاہر فرمائی گئی۔"

(کتاب ازالہ اوہام ص ۶۹۱، مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

(روحانی خزائن ۳۔ ۴۷۳)

ج: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں قرآن شریف کے تمام احکام کی تکمیل ہوئی اور صحابہ کرامؓ کے وقت میں اس کے ہر ایک پہلو کی اشاعت کی تکمیل ہوئی۔ اور مسیح موعود کے وقت (یعنی ہمارے وقت) میں اس کے روحانی فضائل اور اسرار کے ظہور کی تکمیل ہوئی۔"

کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۸ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی

(خزائن ۲۱۔ ۶۶) نصرۃ الحق حاشیہ ص۵۸

د: "جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ سے جس انبار کو خدا کے علم سے پاکر قبول کرے اور جس کو چاہے علم پاکر رد کردے۔"

کتاب تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص۱۰ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی

(خزائن ۱۷۔ ۵۱)

ہ: "قرآن کریم اور الہامات مسیح موعود (مرزا غلام احمد) دونوں خدا کے کلام ہیں۔ حدیثیں تو بیسیوں راویوں کے واسطے سے ملی ہیں اور الہام براہ راست، اس لئے مرزا کا الہام مقدم ہے۔"

اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۳۳ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۱۵ء

(۶)

مرزا طاہر احمد (پوتا) کہتے ہیں۔

"ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ ہماری عبادت گاہ کی جگہ بیت الذکر عزت واحترام میں خانہ کعبہ کے برابر ہے۔"

مرزا غلام احمد دادا کہتا ہے۔

الف: "بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے کہ جو اس دربار کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور آخری فقرہ مذکورہ بالا (و من دخلہ کان آمنا) جو شخص اس خانہ کعبہ میں داخل ہوا وہ امن میں ہوا۔)

اسی مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے

(روحانی خزائن ۱۔ ۶۶۶) بقیہ حاشیہ در حاشیہ

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۶۹، حاشیہ در حاشیہ)

ب: "سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ...

مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد جو قادیان میں واقع ہے

کتاب خطبہ الہامیہ ص ۲۱، حاشیہ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی

(روحانی خزائن ۱۶۔ ۲۱)

مرزا طاہر احمد (پوتا) کہتا ہے۔

"ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ قادیان کی سرزمین مکہ مکرمہ کے ہم مرتبہ ہے"

مرزا غلام احمد (دادا) کہتے ہیں۔

الف: "قرآن شریف میں تین شہروں کا ذکر ہے یعنی مکہ، مدینہ اور قادیان۔"

کتاب خطبہ الہامیہ ص۲۰، مصنف مرزا غلام احمد قادیانی

(روحانی خزائن ۱۶۔ ۲۰)

ب: اور یہ بھی مدت سے مجھے الہام ہو چکا ہے کہ۔ انا انزلناہ قریبا من القادیان میں نے دل میں کہا کہ واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ یہ کشف تھا کئی سال ہوئے مجھے دکھلایا گیا۔

(کتاب ازالہ اوہام ص۷۵، مصنف غلام احمد)

(روحانی خزائن ۱۶۔ ۲۰)

ج: "زمین قادیان اب محترم ہے

ہجوم خلق سے ارض حرم ہے"

کتاب درثمین ص۵۲ مجموعہ کلام مرزا غلام احمد

(۸)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں

"ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ سال میں ایک دفعہ قادیان جانا بخشش کا موجب بن جاتا ہے۔"

مرزا غلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں۔

الف: "جو قادیان نہیں آتا یا کم از کم ہجرت کی خواہش نہیں رکھتا اس کی نسبت خدشہ ہے کہ اس کا ایمان درست ہو۔"

کتاب منصب خلافت ص۳۴ مصنف مرزا محمود والد مرزا طاہر

ب: "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) نے کہا ہے کہ ایمان کی سلامتی اور خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے بار بار قادیان آنا ضروری ہے۔ اور اس کے لئے تاکید شدید فرمایا ہے لیکن وہ لوگ جو اپنی کمزوریوں اور مجبوریوں کے باعث دوران سال میں اس سعادت سے محروم رہتے ہیں انہیں جلسہ سالانہ کے موقع کو نعمت غیر مترقبہ خیال کرنا چاہئے اور ...... ہر قیمت ادا کرکے جلسہ میں شریک ہونا۔"

(اخبار الفضل جلد نمبر ۱۸، ۷۱ مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۳۰ء)

(قادیانی مذہب فصل ساتویں ص۴۵۵)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں۔

"ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ حج بیت اللہ کی بجائے قادیان کے جلسے میں شمولیت ہو جاتی ہے"

مرزا غلام احمد (دادا) کہتے ہیں۔

الف: "قادیان کے جلسے میں شمولیت نفلی حج سے زیادہ ثواب ہے۔"

(قادیانی مذہب فصل ساتویں ص۴۵۶)

کتاب آئینہ کمالات اسلام ص۳۵۲ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی

(روحانی خزائن ۵۔ ۳۵۲)

ب: "آج جلسہ قادیان کا بطلان ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔" کتاب برکات خلافت

مصنف مرزا محمود والد مرزا طاہر۔

(قادیانی مذہب فصل ساتویں ص۴۵۵)

ج: "قادیان کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کو نفلی حج کہنا کوئی ناجائز بات نہیں۔"

تقریر سالانہ جلسہ سالانہ محمود والد مرزا طاہر)

مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۵ جنوری ۱۹۳۳ء

(قادیانی مذہب فصل ساتویں ص۴۵۵)

(۱۰)

مرزا طاہر (پوتا) کہتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے حقیقی نبوت سے انکار نہیں کیا

مرزا غلام احمد (دادا) کہتا ہے۔

الف: "سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا"

کتاب دافع البلاء ص۱۱ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی

(۱۸۔ ۲۳۱ خزائن)

ب: "خدا نے مجھے رسول اور نبی کے نام سے پکارا ہے۔

کتاب ایک غلطی کا ازالہ ص۵۔ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی

(روحانی خزائن ۱۸۔ ۲۱۱)

ج: "میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے"

کتاب تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۸ مصنف غلام احمد قادیانی
(خزائن ۲۲ ـ ۵۰۳)

د: "جس بنا پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خداتعالیٰ کی ہم کلامی سے مشرف ہوں اور میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے۔ بہت سی غیب کی باتیں مجھ پر ظاہر کرتا ہے۔۔۔۔۔ اور انہی امور کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے سو میں خدا کے حکم کے مطابق نبی ہوں۔"

خط مرزا مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء بنام اخبار عام لاہور
(از مرزا غلام احمد قادیانی)

مندرجہ بالا حوالہ قادیانی مذہب فصل تیسری ص۲۲۹

ھ: حقیقت کھلی بعثت ثانی کی ہم پر
کہ جب مصطفیٰ میرزا بن کے آیا"

اخبار الفضل قادیان جلد نمبر ۱۵ نمبر ۸۵ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۲۸ء

(۱۱)

مرزا طاہر پوتا کہتا ہے
مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن مجید میں لفظی اور معنوی تحریف نہیں کی۔

مرزا غلام احمد قادیانی (دادا) لکھتے ہیں

الف: روحانی خزائن کی جلد پہلی میں کتاب "فتح اسلام" میں
وتجعل افئدۃ من الناس تھوی الیہ (تحریف شدہ)
آیت فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم
اصل آیت قرآن سورہ ابراہیم پ۱۳ آیت ۳۷

۲ وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد
اصل آیت قرآن سورہ مومن آیت ۴۴
وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد
تحریف شدہ آیت

۳ وجاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ
اصل آیت قرآنی سورۃ توبہ آیت ۴۱
ان یجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم
تحریف شدہ آیت
(جنگ مقدس ص۱۹۲)

۴۔ وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطن فی امنیتہ
اصل آیت قرآن سورہ حج آیت ۵۲
وما ارسلنا من رسول ولا نبی اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ۔ (تحریف شدہ آیت)
(ازالہ اوہام ص/۶۳۹)

۵۔ اس آیت میں یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ، جو جنت کا لفظ ہے اس لفظ میں ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے توام پیدا ہوئی اس کا نام جنت ہے اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک رہ کر فوت ہو گئی تھی۔

فتح اسلام (روحانی خزائن)

(۱۲)

مرزا طاہر پوتا کہتا ہے
میرے دادا مرزا غلام احمد قادیانی نے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں کی۔

مرزا غلام احمد ولد کہتا ہے
الف: خداتعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چھپانے کے لئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی۔

کتاب تحفہ گولڑویہ ص۱۱۱ مصنف مرزا غلام احمد
(روحانی خزائن ۱۷ ـ ۱۱۱)

باقی آئندہ

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء کے حالات! واقعات، جماعتی رفقاء و مجاہدین ختم نبوت سے تعاون کی ضرورت

- تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء و ۱۹۸۴ء کے حالات و واقعات کو جمع کر کے کتابی شکل دینے کا کام پیش نظر ہے۔
- آپ حضرات میں سے جس کسی کے پاس کوئی خاص واقعہ۔ ان تحریکوں کے حالات، مقدمات، گرفتاری، شہادت، مرزائیوں کی جارحیت۔ جلسہ و جلوس۔ ہڑتال، کانفرنس۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں کے حالات وائرلیس وغیرہ غرضیکہ ان تحریکوں سے متعلق آپ کے علاقہ یا ملکی رپورٹ کے سلسلہ میں کچھ بھی ہو ہمیں اصل یا فوٹو ارسال فرمائیں۔
- مزید جن حضرات سے اس قسم کا مواد میسر آسکتا ہو ان کے پتہ جات سے مطلع فرمادیں۔
- اخباری تراشے یا اشتہار، یا اس قسم کا کوئی بھی مواد ہو ارسال فرمادیں۔ ضرورت پوری ہونے کے بعد واپس کر دیا جائے گا اگر اصل بھیجنا ممکن نہ ہو تو فوٹو سٹیٹ ارسال فرمائیں فوٹو سٹیٹ کے معاوضے ہمارے ذمے ہوں گے۔
- مقامی مجلس عمل کے رہنما و جماعتی کارکن اس سلسلہ میں بھرپور محنت فرمائیں۔ اس کام کو اپنا سمجھیں اپنے اپنے علاقہ کی ان دونوں تحریکوں کی رپورٹ مرتب کریں اور دفتر کو بھجوائیں۔ یاد رہے کہ ۱۹۷۴ء کی تحریک کے حالات علیحدہ لکھے جائیں۔ اور ۱۹۸۴ء کے علیحدہ تاکہ دونوں کو باہمی خلط نہ کیا جائے۔

المعارض: اللہ وسایا دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان پاکستان فون: ۴۰۹۷۸

قصور میں جلسہ ختم نبوت اور محفلِ سوال و جواب

گزشتہ دنوں عالمی تحفظ ختم نبوت نفیس کالونی قصور کے زیر اہتمام ایک جلسہ عام منعقد ہوا۔ جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ کے صدر جناب بھائی متین خالد صاحب نے کی۔ جلسہ عام میں مقامی لوگوں کے علاوہ قصور شہر کی تنظیموں کے نمائندوں نے بھی شرکت کی۔ جلسہ کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز قصور کے قاری عباس احمد سعیدی نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نفیس کالونی قصور کے صدر حافظ علی احمد صابر نے نعت رسول مقبول پیش کی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض تنظیم ہذا کے جنرل سیکرٹری حافظ محمد شفیق ندیم نے انجام دیئے۔ قصور کے ختم نبوت کے مجاہد جناب اللہ دتہ مجاہد نے اپنی پُراثر تقریر میں تمام عالم اسلام سے اپیل کی کہ وہ قادیانیت کے خلاف متحد ہو کر جہاد کریں اور سچے عاشق رسول بنیں۔ جناب عبدالرشید رشیدی نے بھی اپنی پُرجوش تقریر میں کہا کہ ہمیں چاہئیے کہ ہم قادیانیوں کا ہر مقام پر مکمل سوشل بائیکاٹ کریں۔ ان کے علاوہ دوسرے مقررین نے بھی قادیانیت کے خلاف بھرپور جہاد کا زور دیا۔

مغرب کی نماز کے بعد سوال و جواب کی ایک نشست ہوئی اس نشست میں حاضرین محفل نے قادیانیت کے متعلق سوالات کیے ان سوالات کے بھائی متین خالد صاحب نے بڑے مفید اور خوبصورت جوابات دیئے۔ سوال و جواب کا یہ سلسلہ عشاء تک جاری رہا۔ اس کے بعد اسٹیج سیکرٹری نے تنظیم کی طرف سے بھائی متین خالد صاحب اور دوسرے حاضرین محفل کا شکریہ ادا کیا۔ جناب متین خالد صاحب نے اس پروگرام کو کامیاب بنانے پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نفیس کالونی قصور کے صدر حافظ علی احمد صابر اور دوسرے مجاہدین ختم نبوت کو مبارکباد پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ یہ مجاہدین ختم نبوت آئندہ بھی ایسے ہی مفید پروگرام تشکیل دیتے رہیں گے۔ اس کے بعد جلسہ کی کارروائی اپنے اختتام کو پہنچی۔

اجلاس سے تنظیم ہذا کے عہدیداروں کی تنظیم کے صدر حافظ علی احمد صابر کی زیر صدارت ایک مختصر سی میٹنگ ہوئی۔ جس میں نائب صدر بہاول ندیم راجہ، جنرل سیکرٹری محمد شفیق ندیم

اخبار ختم نبوت

جوائنٹ سیکرٹری نوید احمد، فنانس سیکرٹری ماسٹر نذیر، سیکرٹری اطلاعات ونشریات حافظ منظور احمد اور پریس سیکرٹری شمس الدین خان وقونئی نے شرکت کی۔ میٹنگ میں یہ بات طے پائی کہ جلسہ عام کو کامیاب بنانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔

شیخ المشائخ حضرت مولانا خان محمد صاحب کا کنڑی میں شاندار استقبال

حضرت مولانا خان محمد صاحب امیر مرکزیہ سالانہ ختم نبوۃ کانفرنس کنڑی میں شرکت کے لیے جب ۲۳ ستمبر بروز اتوار کنڑی تشریف لائے تو ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔ ختم نبوۃ یوتھ فورس کنڑی کے نوجوانوں کا ایک دستہ موٹر سائیکلوں پر سوار ہو کر کنڑی سے ۷ کلومیٹر دور ربوستان شہر میں موجود تھا جس کی قیادت صدر ختم نبوت یوتھ فورس جناب محمد صفدر کر رہے تھے جیسے ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما تشریف لائے تو پُرجوش نعروں سے استقبال کیا گیا اور پھولوں کے ہار پہنائے گئے اور جلوس کی صورت میں دفتر ختم نبوت یوتھ فورس کنڑی لایا گیا جہاں سرپرست اعلیٰ ختم نبوت یوتھ فورس جناب عبدالغفار مغل مقامی جماعت کے ناظم اعلیٰ ماسٹر عبدالواحد صاحب اور صدر جناب بشیر احمد صاحب، علماء کرام اور معززین شہر نے ان کا استقبال کیا۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس کنڑی

۲۳ ستمبر ۱۹۹۰ء کو ایک عظیم الشان ختم نبوۃ یوتھ فورس، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور ختم نبوت یوتھ فورس کنڑی کے زیر اہتمام جامع مسجد بخاری چوک کنڑی میں منعقد ہوئی جس کی صدارت حضرت مولانا خان محمد صاحب امیر مرکزیہ نے کی۔ کانفرنس کا باقاعدہ آغاز قاری محمد سعید صاحب کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا سب سے پہلے دعوت خطاب حضرت مولانا عبیداللہ چانڈیو صاحب کو دی گئی ان کے بعد حضرت مولانا عبداللہ چاچڑ صاحب نے خطاب کیا۔ چاچڑ صاحب کے بعد اسٹیج پر مبلغ ختم نبوت کنو میرپورخاص سندھ حضرت مولانا احمد میاں حمادی صاحب تشریف لائے۔ انہوں نے دلائل کے ساتھ مسئلہ ختم نبوۃ واضح کیا۔ ان کے بعد دعوت خطاب حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالعزیز قریشی صاحب لاڑکانہ کو دی گئی۔ انہوں نے کہا کہ آج جو لڑائی جھگڑا پیدا ہوا ہے یہ صرف بندہ کی اللہ سے دوری کا نتیجہ ہے انہوں نے کہا کہ اگر انسان آج بھی اپنا تعلق اللہ سے جوڑے تو سب لڑائی جھگڑا ختم ہو سکتا ہے ان کے بعد شام میں ختم نبوت فاتح ربوہ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کو دعوت خطاب دی گئی آپ نے حوالوں کے ساتھ قادیانیوں کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کا پردہ چاک کیا اور انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کی نجات اسی میں ہے کہ وہ ایک جھوٹے نبی کو چھوڑ کر سچے نبی کا دامن تھامیں۔ ان کے بعد کانفرنس کے آخری مقرر شعلہ بیان مقرر حضرت مولانا عبدالحمید لونڈ صاحب کو دعوت خطاب دی گئی انہوں نے مسلمانوں سے کہا کہ وہ اپنے تمام اختلافات بھلا کر اپنے دشمن کو پہچانیں۔ انہوں نے کہا کہ آج جو تعصب پرستی پھیلائی گئی ہے اس میں غیر مسلموں کا بہت بڑا ہاتھ ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان تمام اختلافات ختم کر کے دین کے جو باغی ہیں ان کا تعاقب کریں انہوں نے ختم نبوت یوتھ فورس کنڑی کو خراج تحسین پیش کیا انہوں نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ ختم نبوۃ یوتھ فورس کنڑی کے نوجوانوں کے ساتھ بھرپور تعاون کریں جلسے میں ۷ قراردادیں منظور کی گئیں۔

قرارداد نمبر (۱): آج کا عظیم الشان اجتماع کویت پر عراق کے قبضہ کی بھرپور مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ کویت سے عراق کی فوجیں غیر مشروط طور پر واپس بلائی جائیں اور سعودی عرب میں تعینات غیر ملکی افواج کی جگہ اسلامی ممالک کی افواج تعینات کی جائے۔

قرارداد نمبر (۲): آج کا یہ عظیم الشان اجتماع صدر پاکستان

جناب غلام اسحاق خان، سینیٹ کے چیئرمین جناب وسیم سجاد اور نگران وزیر اعظم جناب غلام مصطفیٰ جتوئی سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانی جماعت کو خلافِ قانون قرار دے کر غداری کا مقدمہ چلایا جائے کیونکہ اخبارات کے ذریعہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ سندھ میں گڑبڑ کروانے میں قادیانی دہشت گردوں کا ہاتھ ہے اور پاکستان میں مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔ قراردادیں صدر ختم نبوت یوتھ فورس جناب محمد صفدر نے پیش کیں اور اسٹیج سیکرٹری کے فرائض حضرت مولانا خالد سعید صاحب نے انجام دیئے۔ آخر میں حضرت مولانا [illegible] صاحب امیر مرکزیہ نے دعا فرمائی۔

ایس پی جھنگ کے فیصلہ کا خیر مقدم

فیصل آباد۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے ربوہ تھانہ کے ایس ایچ او کو تبدیل کرنے پر ایس پی جھنگ ملک طارق مجاہد کے فیصلہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ ۱۴ اگست کو ربوہ مسلم کالونی کے مسلمان غلام دستگیر پر قاتلانہ حملہ کرنے والے قادیانی ملزمان کو گرفتار کرانے کیلئے سخت کارروائی کی جائے اور ایس پی چنیوٹ کو اس کیس میں ذاتی دلچسپی لینے کے لیے احکام جاری کیے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ مقام افسوس ہے کہ تین قادیانی ملزمان کی نشاندہی کرنے کے باوجود بھی تاحال وہ گرفتار نہیں کیے گئے اب جبکہ سابقہ نااہل ایس ایچ او تبدیل کر دیا گیا ہے نئے انچارج تھانہ کو بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے غلام دستگیر پر قاتلانہ حملہ کرنے والے ملزمان کو گرفتار کر کے جلد شامل تفتیش کیا جائے اور مقدمہ نمبر ۲۳۱ کے بارے میں ہفتہ وار رپورٹ طلب کی جائے انہوں نے کہا کہ مسلم کالونی ربوہ میں ابھی صرف مسلمانوں کے ۳۰ گھر ہیں۔ جن کو قادیانی ڈرا دھمکا کر مکان چھوڑنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ جبکہ قادیانیوں کے پاس ایک ہزار ۳۳ ایکڑ رقبہ پر رہائشی مکان ہیں اس لیے ربوہ میں مسلمانوں کا تحفظ کیا جائے۔

جڑانوالہ میں عالمی مجلس یونٹ نمبر ۱۲ کا ایک اہم اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جڑانوالہ ضلع فیصل آباد، یونٹ نمبر ۱۲ اسلام پورہ جڑانوالہ کا اجلاس ہوا۔ اجلاس میں محلہ اسلام پورہ یونٹ کے ارکان کے علاوہ بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اجلاس میں جڑانوالہ مرکز کے نگران اعلیٰ مولانا میاں محمد جمیل اجمل نادری صاحب کو خصوصی طور پر دعوت دی گئی اجلاس میں ایک بزرگ راہنما بابا شیر محمد صاحب نے بھی شرکت کی جو کہ تحریک ختم نبوت کے زمانہ میں چھ ماہ قید بھی کاٹ چکے ہیں۔ انہوں نے کارکنان کے حوصلے بلند کیے انہوں نے خطاب کرتے ہوئے اپیل کی کہ قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔ مرکز جڑانوالہ کے نگران اعلیٰ نے خطاب کرتے ہوئے سوالات کے جواب بھی دیئے۔ اور مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کے راز بھی ظاہر کیے ان کی آمد پر لوگوں نے مسرت کا اظہار کیا۔ جڑانوالہ مرکز کی یونٹ نمبر ۱۲ ایک مضبوط ترین جماعت ہے جنہوں نے شیزان کا مکمل بائیکاٹ کیا ہے اور قادیانیوں سے برسوں کی دوستی اور رشتہ داریاں ختم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اور اس یونٹ نے ایک خوبصورت اور پُررونق دفتر کا بھی افتتاح کروایا اور دس عدد رسالہ ختم نبوت لگوانے کا بھی کہا۔

قادیانی جماعت کو خلاف قانون قرار دیا جائے

فیصل آباد، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے صدر پاکستان اور الیکشن کمشن سے مطالبہ کیا ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں، مرزائیوں، احمدیوں کو آئین اور قانون کے مطابق غیر مسلم اقلیت قرار دینے، جداگانہ انتخاب میں دوسری اقلیتوں کی طرح قادیانیوں کے لیے مخصوص نشستوں کا فیصلہ قبول نہ کرنے پر جماعت انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کے ناظر امور عامہ مرزا خورشید کے خلاف بغاوت کے الزام میں مقدمہ چلایا جائے اور قادیانی جماعت کو خلاف قانون قرار دے کر تمام قادیانی غیر مسلموں کی پاکستانی شہریت منسوخ کر دی جائے انہوں نے کہا کہ عالمی مجلس اور علمائے پاکستان کی تحریک پر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو آئین میں ترمیم کر کے مرزا غلام احمد قادیانی جعلی نبی کی امت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا۔ اور اس آئینی ترمیم کے مطابق ۲۶ اپریل سن ۱۹۸۴ء کو قانون سازی کے لیے ایک آرڈیننس جاری کیا تھا جس کے تحت قادیانیوں کو اپنے آپ کو مسلمان کہنے، لکھنے اور اسلامی شعائر استعمال کرنے پر تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸ بی اور ۲۹۸ سی جرم قرار دیا گیا تھا جس کی سزا تین سال قید بامشقت اور جرمانہ مقرر ہے۔ مقام افسوس ہے کہ قادیانیوں نے بغاوت کرتے ہوئے اپنے ووٹ نہیں بنوائے اور نہ ہی مردم شماری کرائی ہے جبکہ پاکستان میں آئین اور حکومت کی حکمرانی ہے قادیانیوں سے آئین پر عمل کرانا حکومت کی ذمہ داری ہے۔

بقیہ: خدا کا آخری پیغام

شرف کے لئے منتخب کر دیئے گئے کہ قرآن جیسی کتاب عظیم کے وارث اور رسول اللہ ﷺ جیسے رسول عظیم کی تعلیم و ہدایت کے امین بنیں اور اس امانت کا حق ادا کریں۔

اقبال یہ نہیں کہ مسلمانوں کو یہ کہہ کر کہ تو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے "یا مسلمانوں کے اس "خیر امت" گروہ کو "جوہر آئینہ ایام" کہہ کر مسلمانوں میں ایک جذباتی ہیجان پیدا کرتے یا اشتعال دلاتے ہیں بلکہ چونکہ وہ خود اپنے کلام کے شارح ہیں اس لئے اس شعر کی تشریح و توضیح اس نظم "شمع و شاعر" میں خود کر کے اس کے دو بندوں میں انہیں اس "حقیقت" اور "اصلیت" سے روشناس کراتے ہیں جو خدا نے اس "خیر امت" میں چھپا رکھی ہیں جو اس کی سیرت اور کردار میں مثبت طرز فکر اور طرز عمل کی نشاندہی کرتی ہیں۔ اور جو اس کے جذباتی ہیجان کے بدلے خود مسلمانوں اور عام انسانوں کے لئے باعث رحمت بننے کی تلقین کرتی ہیں اس مضمون کو ملحوظ رکھ کر یہ دونوں بند جن میں پہلے میں مسلمان کی "حقیقت" اور دوسرے میں ان کی "اصلیت" اقبال نے بیان فرمائی ہے ذیل میں نقل کی جا رہی ہیں۔ جو نہ صرف تجزیہ شعر کی خود ہی تشریح و توضیح بھی کرتی ہیں اور جو سراسر قرآنی تصورات پر مبنی ہیں پہلے بند میں اس "خیر امت" کی "حقیقت" اس طرح اقبال نے بیان کی ہے۔

ے آشنا اپنی حقیقت سے ہو اے دہقاں ذرا
دانہ تو، کھیتی بھی تو، باراں بھی تو، حاصل بھی تو
ے آہ کس کی جستجو آوارہ رکھتی ہے تجھے

راہ تو، رہرو بھی تو، رہبر بھی تو، منزل بھی تو

کانپتا ہے دل ترا اندیشۂ طوفاں سے کیا
ناخدا تو، بحر تو، کشتی بھی تو، ساحل بھی تو

دیکھ آکر کوچۂ چاک گریباں میں کبھی
قیس تو، لیلا بھی تو، صحرا بھی تو، محمل بھی تو

وائے نادانی! کہ تو محتاجِ ساقی ہو گیا
مے بھی تو، مینا بھی تو، ساقی بھی تو، محفل بھی تو

شعلہ بن کر پھونک دے خاشاکِ غیر اللہ کو
خوفِ باطل کیا کہ ہے غارت گرِ باطل بھی تو

بے خبر! تو جوہرِ آئینۂ ایام ہے
تو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے

دوسرے بند میں وہ اس "خیرامۃ" کی "اصلیت" اس طرح بیان کرتے ہیں جس میں انہوں نے ان ساری صلاحیتوں اور خوبیوں کا ذکر کیا ہے جو خدا نے اس میں ودیعت کر رکھی ہیں

اپنی اصلیت سے ہو آگاہ اے غافل کہ تو
قطرہ ہے، لیکن مثالِ بحرِ بے پایاں بھی ہے
کیوں گرفتارِ طلسمِ ہیچ مقداری ہے تو
دیکھ تو پوشیدہ تجھ میں شوکتِ طوفاں بھی ہے
سینہ ہے تیرا امیں اس کے پیامِ ناز کا
جو نظامِ دہر میں پیدا بھی ہے پنہاں بھی ہے
ہفت کشور جس سے ہو تسخیر بے تیغ و تفنگ
تو اگر سمجھے تو تیرے پاس وہ ساماں بھی ہے
اب تلک شاہد ہے جس پر کوہِ فاراں کا سکوت
اے تغافل پیشہ! تجھ کو یاد وہ پیماں بھی ہے
تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیٔ داماں بھی ہے
دل کی کیفیت ہے پیدا پردۂ تقریر میں
کسوتِ مینا میں مے مستور بھی عریاں بھی ہے
پھونک ڈالا ہے مری آتش نوائی نے مجھے
اور میری زندگانی کا یہی ساماں بھی ہے
رازِ اس آتش نوائی کا مرے سینے میں دیکھ
جلوۂ تقدیر میرے دل کے آئینے میں دیکھ

ان دونوں بندوں کے بعد اس نظم "شمع و شاعر" کا ایک آخری بند ہے جس بند کے درج ذیل آخری شعر میں اقبال پُرامید ہیں کہ اگر مسلمانوں نے عشقِ رسول ﷺ میں گرویدگی دکھائی اور اسے قائم رکھا اور قرآنی تعلیمات کو بلند کرنے میں کوتاہی نہ کی تو انشاء اللہ وہ دن ضرور آئے گا جب اسلام کا آفتاب پوری دنیا پر چمکے گا اور کفر کی تاریکی یکسر دنیا سے مٹ جائے گی اور ساری دنیا توحید کی دولت سے مالا مال ہو گی۔ آخری شعر یہ ہے

شب گریزاں ہو گی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمۂ توحید سے!!

شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اس لئے اگر اس راہ پر چلنے میں جسے قرآن نے دکھائی ہے اور جو اسوۂ حسنہ میں مضمر ہے اگر کوئی چیز مانع ہو سکتی ہے تو صرف شیطان کی رکاوٹیں ہو سکتی ہیں اور مسلمانوں کا عروج ہمیشہ سے صرف عشقِ رسول ﷺ اور قرآنی علم کو بلند کرنے کے ساتھ وابستہ رہا ہے اور ان کا زوال ان سے روگردانی کا باعث بنا ہے اس لئے اقبال مسلمانوں کو صرف اسے "خیرامۃ" اور "امۃ وسطاً" کے شرف کی یاد دلا کر جذبات سے کھیلنا نہیں چاہتے بلکہ دین کا دامن مضبوطی سے تھامے رہنے کی تلقین بھی کرتے ہیں اور ان کا دامن صرف عشقِ رسول ﷺ میں گرویدگی اور قرآنی علم کو بلند کرنے میں پنہاں ہے چنانچہ نظم "شمع و شاعر" لکھنے کے چوبیس سال بعد ۱۹۳۶ء میں اپنی وفات سے دو سال قبل مسلمانوں کو اپنے مجموعہ کلام "ارمغان حجاز" کی نظم "ابلیس کی مجلس شوریٰ" میں شیطان کے اس عزمِ راسخ کی بھی یاد دلاتے ہیں جو اس نے قسم کھا کر تاقیامت انسانوں کو غلط راہوں پر چلنے کی ترغیب دینے کی کھائی تھی چنانچہ ابلیس کی اس مجلس شوریٰ میں جہاں ابلیس کے سارے مشیر اپنی کارگزاریوں میں اپنے کو ناکام بتاتے ہیں وہاں ابلیس کو یہ یقین ہے کہ یہ امت نہ تو حاملِ قرآن ہو سکے گی اور نہ عشقِ رسول ﷺ میں اپنی گرویدگی ہی قائم رکھ سکے گی چنانچہ ابلیس اپنے مشیروں کو یہ کہہ کر ڈھارس دلاتا ہے کہ:۔

جانتا ہوں میں یہ امت حاملِ قرآں نہیں
ہے وہی سرمایہ داری بندۂ مومن کا دیں
جانتا ہوں کہ مشرق کی اندھیری رات میں
بے یدِ بیضا ہے پیرانِ حرم کی آستیں
عصرِ حاضر کے تقاضاؤں سے لیکن خوف ہے
ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبر کہیں

الحذر آئینِ پیغمبر سے سو بار الحذر
حافظِ ناموسِ زن، مرد آزما، مرد آفریں
چشمِ عالم سے رہے پوشیدہ یہ آئیں تو خوب
یہ غنیمت ہے کہ خود مومن ہے محرومِ یقیں
ہے یہی بہتر الٰہیات میں الجھا رہے
یہ کتاب اللہ کی تاویلات میں الجھا رہے

بقیہ: پردہ اور بائبل

نوجوان مستورات دور دراز میں تبلیغ کے بہانے مصروفِ عمل ہیں جو بائبل کے صریح فرامین کے خلاف ہے۔ تبلیغ کرنا عورت کو روا نہیں ہے۔ ا۔ تمھیتس ۲:۹-۱۲ سے یہ واضح طور پر منصوص ہے۔ اس بات کا مسیحی علماء کو بھی اقرار ہے کہ یورپ کی عورت آزادی میں حد سے بڑھ گئی ہے چنانچہ پادری آرمن لکھتے ہیں: "یہ قابلِ افسوس بات ہے کہ مغربی ممالک کی عورتیں جن کو حد سے زیادہ آزادی دی گئی ہے۔ قدرت کے خلاف زندگی بسر کرتی ہیں۔" (حقوق و فرائض نسواں مصنفہ ڈاکٹر پادری جے ایچ آرمن ایم ڈی مطبوعہ ۱۹۲۸ صفحہ ۱) مزید لکھتے ہیں: "مرد عورت سے زیادہ قد آور اور طاقتور ہوتا ہے لہٰذا وہ محنت و مشقت کے کاروبار کرنے کے زیادہ قابل ہوتا ہے اور اسی وجہ سے لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کی حفاظت کرے اور محنت و مشقت کا کام اپنے ذمہ لے۔ عورت کا کام مرد کے کام کی نسبت زیادہ مشکل اور نازک ہے اور اس کا اثر رگوں اور پٹھوں پر زیادہ ہوتا ہے۔ اگر ذرا عقل اور سمجھ کو استعمال کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ عورت کے ساتھ نہایت بے انصافی کی گئی ہے کہ جس حال کہ اس کی طاقت کو اس الٰہی مقصد کے لیے محفوظ رکھا جانا چاہیے تھا کہ جس کے لیے وہ خلق کی گئی اس کو دنیا کے سخت اور کٹھن کام نہیں تو اور کیا ہے کہ مغرب سے عورتوں کو دور دراز کے ممالک میں تبلیغ کے لیے بھیجا جاتا ہے۔ انہیں گھر بار سے دور رکھا جاتا ہے۔ اور مسیحی نے کیا کیا بھاری ذمہ داریاں اس نازک وجود پر ڈال جاتی ہیں۔

مسیحی مذہبی راہنماؤں سے گزارش ہے کہ بائبل کی تبلیغ کے سلسلہ میں کم از کم بائبل کے احکام کا لحاظ تو کر لیا جائے اور عورت کی بے پردگی، فحاشی اور عریانی کے خلاف علمِ جہاد بلند کیا جائے۔

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

شمع رسالت کے پروانو چلو

صدیق آباد چلو چلو

نویں سالانہ عظیم الشان کل پاکستان

یک روزہ

ختم نبوّت کانفرنس

مسلم کالونی صدّیق آباد (ربوہ)

مورخہ ۲۳ نومبر ۹۰ء بروز جمعہ

نوٹ

کانفرنس صبح ۱۰ بجے شروع ہو کر رات گئے تک جاری رہے گی۔ شمع رسالت کے پروانے شرکت فرما کر اپنی دینی حمیّت کا ثبوت دیں

(مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفّظ ختم نبوّت پاکستان
فون ۴۰۹۷۸